جون ۱۹۷۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

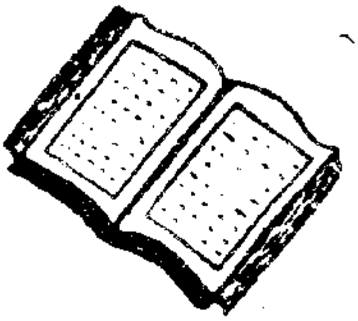

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جون ۱۹۷۲ء

الفرقان

”مذاہبِ عالم پر نظر“

سالانہ اشتراک

پاکستان — [illegible] روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
ایک نسخہ کی قیمت : ستر پیسے

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

عبدالرحمن خان صاحب بنگالی کی وفات

اسلام کی رو سے غریب الوطنی کی موت شہادت کی موت ہے پھر جب وہ غریب الوطنی محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے ہو تو اس حالت میں وفات پانے والا مجاہد ایک خاص درجہ کا شہید ہوتا ہے ۔

حضرت چوہدری عبدالرحمن خان صاحب بنگالی بی ۔ اے ابتداء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور ربوہ میں ٹیچر تھے صدہا طلبہ ملک کے طول و عرض میں ان کے شاگرد دعا گو ہیں ۔ ایک عرصہ تک وہ جامعہ احمدیہ احمد نگر ربوہ میں انگریزی پڑھاتے رہے ہیں اس عرصہ میں مجھے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ۔ میرے تجربہ میں حضرت چوہدری صاحب مرحوم سلسلہ احمدیہ کے نہایت مخلص اور بے نفس خادم تھے ۔ انہیں دین سے دلی وابستگی تھی ۔ طبیعت نہایت مرنجاں مرنج تھی ۔ بڑے متوکل تھے ۔ بہت دعاگو تھے ۔ واقف زندگی تھے ۔ تدریسی فرائض کے بعد انہیں امریکہ کے لئے بطور مبلغ منتخب کیا گیا ۔ وہ دو مرتبہ امریکہ میں اعلاء کلمہ اسلام کے لئے تشریف لے گئے ۔ آخری مرتبہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو روانہ ہوئے ۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر ہے جب ہم نے اس تاریخ کو انہیں لائل پور کی ہوائی بندرگاہ پر دعاؤں سے رخصت کیا تھا ۔ اسی روز میرا بیٹا عزیز عطاالرحیم حامد بھی احمدیہ سکول سیرالیون کے لئے روانہ ہو رہا تھا ۔

حضرت چوہدری صاحب مرحوم امریکہ میں ۱۶ مئی ۱۹۷۲ء کو ستاسٹھ سال کی عمر پا کر انتقال فرما گئے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ ان پر کچھ عرصہ قبل دل کا دورہ پڑا تھا جس سے وہ ڈاکٹری تصدیق کے مطابق صحتیاب ہو چکے تھے ۔ اب پاکستان واپسی کا پروگرام تھا کہ اچانک وفات ہو گئی ۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ان کی نعش بذریعہ ہوائی جہاز ربوہ پہنچی اور ۱۹ مئی کو قطعہ خاص مبشرین اسلام بہشتی مقبرہ میں زمرہ ابرار میں شامل ہوئے اعلی اللہ درجاتہ فی الجنۃ ۔

حضرت بنگالی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت صالح اولاد عطا فرمائی ہے عزیزم محترم صلاح الدین خان صاحب شاہد مبلغ سلسلہ ہیں ہالینڈ میں بھی دینی خدمات بجا لا چکے ہیں مکرم کمال الدین خان غانا کے احمدیہ سکول کے پرنسپل ہیں مکرم جمال الدین خان ہالینڈ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں تین بیٹے اور دو بیٹیاں پاکستان میں ہیں حفظہم اللہ ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے اہل و عیال کا ہمیشہ حافظ و ناصر ہو آمین ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربیع الثانی ۱۳۹۲ ہجری قمری احسان ۱۳۵۱ ہجری شمسی	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ جون ۱۹۷۲ء	جلد ۲۲ شمارہ ۶

ترتیب

- مجاہد امریکہ حضرت چودھری عبدالرحمٰن خان بنگالی کی وفات — ٹائیٹل ص ب
- ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان — خاتم النبیین — ایڈیٹر ص ۲
- شذرات — 〃 ص ۶
- مسلمان کی تعریف اور رسالہ ترجمان الحدیث — 〃 ص ۷
- البیان۔ سورۃ الانعام ع ۲ کا سلیس ترجمہ و مختصر نوٹ — ابوالعطاء ص ۹
- تضمین حقائق (نظم) — جناب چودھری شبیر احمد صاحب ص ۱۳
- خلافت (نظم) — جناب مولوی نسیم سیفی صاحب ص ۱۴
- انسان حقیر ہے خدایا (نظم) — جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ص ۱۵
- گزرگاہِ خیال (نظم) — جناب ڈاکٹر پروفیسر نصیر احمد خان صاحب ص ۱۶
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں (تحقیقی مقالہ جناب پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب ربوہ) ص ۱۷
- جہاد — اس کی فضیلت اور اس کے احکام — جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل ص ۲۹
- الصّلاۃ (عربی نظم) — جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی ایم اے ص ۳۴
- غیر مبایعین کی بدگمانی کی انتہاء — جناب قاضی محمد نذیر صاحب ناظر تصنیف و اشاعت لٹریچر ص ۳۵
- ہے اب زمانہ دلوں کے شکار کرنے کا (نظم) — جناب مولوی محمد صدیق صاحب ایم اے فجی ص ۳۸
- زیارتِ حرمین کی برکات — جناب الحاج مولوی محمد عرفان صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ سرحد ص ۳۹
- عیسائیوں کو دعوتِ مناظرہ کے متعلق دو خط ص ۴۱

تبلیغی و تعلیمی مجلہ

ماہنامہ

الفرقان ربوہ

جون ۱۹۷۲ء

ٹیلیفون: ۲ ۹۲

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

خاص اعلان

الفرقان کا قرآن نمبر

انشاء اللہ العزیز الفرقان کا آئندہ شمارہ دو نہایت اہم اور تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوگا۔

(۱) قرآنی سورتوں کے ناموں کی حکمت اور فلسفہ۔

(۲) قرآن مجید اور عجمی زبانوں کے الفاظ۔

ہر دو مضمون نہایت تحقیقی اور مفصل ہیں — اس خاص نمبر کا حجم عام رسالہ سے دو چند ہوگا۔

جو دوست اس نمبر کے زائد رسالے طلب فرمانا چاہیں وہ فوراً اطلاع فرما دیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

اداریہ

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان — خاتم النبیین!

خاتمیتِ محمدیہ کا بہترین اور امتیازی مفہوم

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ ترین مقام اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے
مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (سورۃ احزاب)
آپ رسول ہیں پھر آپ خاتم النبیین ہیں۔ رسول ہونے میں سب رسول آپ کے شریک ہیں مگر خاتم النبیین ہونے میں ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یگانہ و منفرد ہیں۔ کوئی اور نبی اس مقام کے پانے میں آپ کا شریک نہیں۔ پس خاتم النبیین آپ کی امتیازی شان ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے تمام افراد شیعہ ہوں یا سُنّی، دیوبندی ہوں یا بریلوی، احمدی ہوں یا اہلحدیث، حنبلی ہوں یا شافعی و مالکی سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔ البتہ ان میں خاتم النبیین کی امتیازی شان کے مفہوم کے بارے میں قدرے اختلاف ہے۔ یہ اختلاف قابل غور و فکر ہے۔ اس پر غور سے بہترین مفہوم متعین ہو سکتا ہے۔

(۱) عوام الناس کے معنے

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" (تحذیر الناس صفحہ ۳ مصنفہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح)

(۲) اہل علم کے معنے

(الف) "ہاں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لیکر نہیں آئے گا۔" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲ مصنفہ نواب صدیق حسن خان بھوپالوی)

(ب) "بعد آنحضرت صلعم کے یا زمانے میں آنحضرت صلعم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔" (رسالہ دافع الوسواس صفحہ ۱۲ جناب مولوی عبدالحی لکھنوی)

(ج) "ان معنی کونہ خاتم النبیّین هو انه لا یبعث بعده نبی آخر بشریعة اخرٰی۔"

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لیکر مبعوث نہ ہوگا (تقریب المرام جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ الشیخ عبد القادر الکردستانی)

(د) "قوله تعالیٰ خاتم النبیّین اذ المعنی انّهٗ لا یأتی بعده نبیّ ینسخ ملّتهٗ ولم یکن من اُمّته۔"

ترجمہ۔ خاتم النبیّین کے معنے یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہ آئیگا جو آپ کی ملّت و شریعت کو منسوخ کردے اور آپ کا امّتی نہ ہو۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹ جناب ملا علی قاریؒ)

(۳) محقّق مفسّرین کے معنے

امام فخر الدین رازیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

"والخاتم یجب ان یکون افضل ألا ترٰی انّ رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم لمّا کان خاتم النبیّین کان افضل الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام۔"

ترجمہ۔ خاتم کے لئے واجب ہے کہ سب سے افضل ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا اسلئے وہ سب نبیوں سے افضل ہوئے۔ (تفسیر کبیر رازی جلد ۶ صفحہ ۳۱)

(۴) صوفیاء کے معنے

(الف) السید عبد الکریم الجیلی لکھتے ہیں :-

"فانقطع حکم نبوّة التشریع بعده وکان محمد صلی اللہ علیه وسلم خاتم النبیّین لانّهٗ جاء بالکمال ولم یجیٔ احد بذٰلك۔"

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی کا انقطاع ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین قرار پاگئے کیونکہ آپ ایسی کامل شریعت لیکر آئے جو اور کوئی نبی نہ لایا۔

(الانسان الکامل جلد ۱ صفحہ ۹۸ مطبوعہ مصر)

(ب) امام عبد الوہاب الشعرانی لکھتے ہیں :-

"اعلم انّ مطلق النبوّة لم ترتفع وانّما ارتفع نبوّة التشریع"

ترجمہ۔ خوب یاد رکھو کہ مطلق نبوت بند نہیں ہوئی صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۵)

(ج) رئیس الصوفیہ الشیخ محی الدین ابن العربی تحریر فرماتے ہیں :-

"امّا نبوّة التشریع والرسالة فمنقطعة وفی محمد صلی اللہ علیه وسلم قد انقطعت فلا نبیّ بعده مشرعًا... الّا انّ اللّٰه لطف بعباده فابقی لهم النبوّة العامة التی لا تشریع فیها۔"

ترجمہ۔ تشریعی نبوّت اور رسالت بند ہوچکی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر اس کا انقطاع [illegible] ہے لہذا آپ

کے بعد صاحب شریعت نبی کوئی نہ ہوگا...
ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مہربانی
فرماکر ان کے لئے نبوتِ عامہ کو جس میں کوئی
شریعت نہیں ہوتی جاری رکھا ہے۔
(الفصوص الحکم صفحہ ۱۴۰-۱۴۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے سلف صالحین
کے ایک گروہ کے بیان کردہ مفہوموں پر روشنی پڑتی
ہے جو وہ خاتم النبیین کا سمجھتے رہے ہیں خاتم النبیین
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے
پر سب کو اتفاق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت مطلقہ کے باقی رہنے پر اسی لفظ سے
استدلال کیا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ ان تمام
مفاہیم سے متفق ہے اسلئے احمدیوں کو خاتم النبیین
کا منکر قرار دینا انتہائی ظلم ہے۔

(۵) "نبیوں کی مُہر" والے معنے

بعض لوگ خاتم النّبیّین کے مرکب اضافی
کو الگ الگ ٹکڑے کرکے خاتم کے معنے مُہر اور
النبیّین کے معنے "نبیوں کی" کے کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں
کی مُہر ہیں۔ نبیوں کی مُہر کے مفہوم کو سمجھنے کیلئے
مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

اوّل۔ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی "شیخ الاسلام"
نے لکھا ہے:۔
"بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ
رتبی اور زمانی ہر لحاظ سے خاتم النبیین
ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ
کی مُہر لگ کر ملی ہے۔" (قرآن مجید
مترجم علامہ عثمانی زیر آیت خاتم النبیین)

دوم۔ مولانا روم اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں:۔
بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود
(مثنوی رومی)
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلئے خاتم
(مُہر) ہیں کہ آپ بے مثل فیض رسانی
اور بخشش میں آپ جیسا نہ کوئی ہوا
ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔

سوم۔ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ
دیوبند لکھتے ہیں:۔
"سو جس میں اس صفت کا زیادہ
ظہور ہو جو خاتم الصفات ہو یعنی
اس سے اوپر اور صفت ممکن الظہور
یعنی لائق انتقال وعطائے مخلوق
نہ ہو وہ شخص مخلوقات میں خاتم المراتب
ہوگا اور وہی شخص سب کا سردار اور
سب سے افضل ہوگا۔"
(رسالہ انتصار الاسلام صفحہ ۴۵)

چہارم۔ شیعہ لغت مجمع البحرین میں لکھا ہے:۔
"ومحمّد خاتم النبیّین
یجوز فیہ فتح التاء وکسرھا

فالفتح بمعنی الزینۃ ماخوذ
من الخاتم الّذی ھو زینۃ
للابسہ ۔"

یعنی آنحضرت ؐ کو اسلئے خاتم قرار دیا
گیا کہ آپؐ نبیوں کی زینت ہیں۔

(۶) احمدیوں کے جامع و بہترین معنے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے صرف
دو حوالے ملاحظہ فرمائیں۔ تحریر فرماتے ہیں :۔

(۱) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ
معنے ہیں کہ آپؐ کے بعد براہ راست
فیوضِ نبوّت منقطع ہو گئے اور اب
کمالِ نبوّت صرف اسی شخص کو ملے گا
جو اپنے اعمال پر اتباعِ نبوی
کی مُہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا
اور آپؐ کا وارث ہوگا۔"
(ریویو بر مباحثہ صفحہ ۶-۷)

(۲) "اللہ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا
یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے
مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں
دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام
خاتم النبیّین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی
پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے
اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش
ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو
نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

پس جماعت احمدیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو نبیوں کی مُہر بھی تسلیم کرتی ہے جو افاضۂ کمال
کے لئے ہے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے افضل، سب سے اعلیٰ و ارفع، سب
سے اکمل اور آخری شریعت لانے والے اور
سب سے بڑھ کر فیض رسانی کرنے والے نبی اور
رسول ہیں اسی لئے آپ کو خاتم النبیّین قرار
دیا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ٭

شذرات

۱۔ پادری صاحب کا خاص نکتہ

مسیحی رسالہ اخوّت لاہور کا "خاص نکتہ" ملاحظہ
فرمائیے۔ لکھتے ہیں :۔

"عبرانیوں ۵ میں مرقوم ہے" اس نے
(یسوع نے) اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور
سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں
اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا
تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی۔"

پادریوں کے لئے الجھن یہ ہے کہ اس واضح
عبارت سے یسوع مسیح کی صلیبی موت کی قطعی نفی ہوتی ہے

اور یہ بات انہیں منظور نہیں۔ پادری روشن خان صاحب لکھتے ہیں :۔

"جس موت کا ذکر عبرانیوں ۹ میں ہے اس سے مراد غشی کی موت ہے نہ کہ صلیبی موت۔"

(ماہنامہ اخوت اپریل ۱۹۷۲ء صلا)

الفرقان۔ انسان کو بات کرتے وقت دلیل کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ پادری صاحب کا "نکتہ" محض ایجاد بندہ ہے جو احمدیوں کے واضح استدلال سے بچنے کی خاطر آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔ عبارت اتنی صاف ہے کہ پادری صاحب کے "نکتہ" کی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی۔ "کیا" موت سے "بچا سکتا تھا" میں کسی تاویل کی گنجائش ہے ؟ ع عاقل را اشارہ کافیست !

۲۔ عبرت کا مقام

ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ کے مضمون "کیا پاکستان کا مسلمان بیدار ہے ؟" کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے :۔

"پھر اور پیچھے چلئے۔ ہمارے "ختم نبوت" کے فسادات کے موقع پر ان کی (بھارت کی یا قلی) افواج کی تیز نقل و حرکت اور بارڈر سے ذرا ہٹ کر پوزیشن سیٹ کرنا (مشقوں کے بہانے) نیز فسادات کے مرکز لاہور اور گردونواح میں ان کی جاسوسی اور مخالفانہ پراپیگنڈے کی زبردست سرگرمیاں۔ یہ کیا تھا ؟ حتی کہ جب ختم نبوت کا جھگڑا ختم ہوا تو جاسوسوں کے پرچہ کی وجہ سے شہر میں بھارتی جاسوسوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ (ان دنوں ہم نے بھی علاقہ بارڈر کے قصبہ ہڈیارہ و دیگر دیہات اور کھیتوں سے متعدد جاسوس گرفتار کرلئے) تو تقریباً چالیس ہمارے مقامی مسلمان صاحبان بھی بھارتی جاسوسوں کے دست راست بنے ہوئے پائے گئے۔ (بڑے افسوس و شرم کا مقام ہے کہ) چند ہمارے امام مسجد مولوی صاحبان بھی تھے۔ مگر اس کیس کو مصلحتاً ڈراپ کر دیا گیا۔ حاصل یہ کہ ہمارے اندرونی اور داخلی جھگڑے کے اس موقع پر بھی دشمن، جو ہر وقت تاک میں تھا حملے کیلئے تیار ہو کر آ مڈ آیا اور مسلمان یہ سب کچھ دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی کروٹ لیکر پھر سو گیا۔"

(ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ مئی ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۳۰)

الفرقان۔ کیا ایسے نازک مواقع پر قوم کے افراد بالخصوص "مولوی صاحبان" کا یہ کردار درد مند مسلمانوں کے لئے عبرت کا مقام نہیں ؟

۳۔ مسلمان کی تعریف اور مفتی محمود

"انہوں (مفتی محمود) نے اعلان کیا کہ مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ وہ ختم نبوت، خدا، قرآن اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔"

(نوائے وقت ۶ر جون ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ نہ معلوم مفتی صاحب نے فرشتوں پر ایمان کا ذکر کیوں نہیں فرمایا نیز جملہ نبیوں پر ایمان کو حذف کر دیا گیا ہے۔ کیا مفتی صاحب اس پر غور کریں گے ؟

مسلمان کی تعریف اور رسالہ ترجمان الحدیث

اکابر علماء اہل حدیث احمدیوں کو مسلمان قرار دے چکے ہیں!

(۱)

ترجمان الحدیث لاہور نے اپنے شمارہ جون ۶۲ء میں "مسلمان کی تعریف اور مرزائی" کے بھونڈے عنوان سے گالیوں، بے تعلق باتوں اور بے جا تعلّیوں کے بعد آخرکار لکھا ہے کہ:-

"مسلمان وہ ہے جو کلمہ گوئی کے ساتھ ساتھ خدا اور رسول کے تمام فرامین و احکام کو حجت سمجھتا اور واجب العمل گردانتا ہے۔" (ص۱۱)

اگرچہ مولوی احسان الٰہی صاحب نے اس تعریف کے لئے قرآن و سُنّت کی کوئی نص پیش نہیں فرمائی تاہم ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ اس تعریف کے مطابق جو لوگ مسلمان قرار پائیں گے احمدی اُن میں اوّل درجہ پر ہیں۔ کیونکہ احمدی کلمہ طیبہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ خدا و رسول کے جملہ احکام و ارشادات کو حجت مان کر واجب العمل سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص اللہ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم یا فرمان کو رد کرتا ہے وہ ہرگز احمدی مسلمان نہیں ہے۔ پس مولوی احسان الٰہی کی تعریف خود ان پر حجت ہے۔

(۲)

اہلحدیثوں میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بڑے پایہ کے علماء سمجھے جاتے ہیں۔ احمدیوں کو مسلمان قرار دینے کے بارے میں ان تینوں کے بیانات درج ذیل ہیں:-

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک مقدمہ کے دوران میں منصف درجہ اوّل ضلع گوجرانوالہ کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے اور اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھوایا کہ:-

"یہ سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ سب فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے۔ یہ فرقہ بھی قرآن کو اور حدیث کو یکساں مانتا ہے... کسی فرقہ کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔" (اظہار حق ص۱۱ مصنفہ مولوی مسیح اللہ خان فاروقی)

(۲) مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے احمدیوں کے مسلم لیگ میں شامل ہونے کے ذکر پر فرمایا کہ:-

"احمدیوں کا اس اسلامی جھنڈے کے نیچے آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ وجہ یہ کہ احمدی لوگ کانگرس میں تو شامل ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہیں ہے اور نہ احرار میں شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ صرف اپنی احراری جماعت کے لئے لڑتے ہیں جن کی امداد یہ کانگرسی جماعت ہے اور حدیث الدّین النصیحۃ کی تفصیل میں خود رسول مقبولؐ نے عامۃ المسلمین کی خیر خواہی کو شمار کیا ہے۔ (صحیح مسلم) ہاں اس وقت مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خالص مسلمانوں کی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں۔ پس احمدی صاحبان بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی فرقہ جانتے ہوئے اس میں شامل ہو گئے جس طرح کہ اہل حدیث اور حنفی اور شیعہ وغیرہم شامل ہوئے اور اس امر کا اقرار کہ احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں مولٰنا ابوالکلام صاحب کو بھی ہے۔ ان سے پوچھئے اگر وہ انکار کرینگے تو ہم ان کی تحریروں سے دکھا دینگے۔" (پیغام ہدایت در تائید پاکستان و مسلم لیگ صفحہ ۱۱۲-۱۱۳)

(۳) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اخبار اہلحدیث میں لکھا کہ :-

"ایک صاحب نے ہم سے سوال کیا ہے کہ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مل کر اشاعت اسلام کا ادارہ قائم کیا ہے۔ اگر اس ادارے کی سرگرمیوں کے نتیجے میں کوئی غیر مسلم مرزائی ہو جائے تو کیا آپ کے نزدیک وہ مسلمان ہوگا؟ ہماری طرف سے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونا دو لحاظ سے ہے۔ ایک اُخروی نجات کے لحاظ سے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے عرفِ عام کے لحاظ سے۔ اس لحاظ سے ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مرزائی بھی کلمہ گو ہیں اسلئے کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔"

(بحوالہ تحدیث نعمت مؤلفہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صفحہ ۱۹۵)

اب ہم اہل حدیث اصحاب سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں هَلْ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ؟

سورۃ الانعام ع۲

البیان

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

اے رسول! تو اُن مخالفین سے کہدے کہ تم لوگ ملک یا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ پہلے

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

مکذبین کا انجام کیسا ہوا تھا؟ پھر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کی چیزوں کی

وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

ملکیت کس کی ہے؟ آپ جواب دیں کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ اس نے اپنے اُوپر رحمت کو واجب کر رکھا ہے۔

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ

وہ تم سب کو قیامت کے دن تک۔ جس میں کوئی شک نہیں۔ جمع کرتا رہے گا۔ وہ لوگ جو

تفسیر۔ اس رکوع کی پہلی آیت میں منکرین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تم پہلے انبیاء کے منکروں اور مکذبوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرو۔ فرمایا کہ ایسے نمونے ہر جگہ موجود ہیں کہ نبی کی تکذیب کرنے والوں نے سخت مقابلہ کیا اور اپنا پورا زور لگایا مگر وہ نبی کو مغلوب کرنے کی بجائے خود مغلوب ہو گئے اور انجامکار تباہ و برباد ہوئے۔

ہمیشہ کا یہ تجربہ موجودہ منکرین کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہیئے وہ ملک کے چاروں اطراف جا کر یہ نمونہ دیکھ سکتے ہیں۔
دوسری آیت میں قدرت و ملکیتِ تامہ کے باوجود منکرین کی سزا میں تاخیر کی دو حکمتیں بیان ہوئی ہیں۔ اول یہ کہ

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَهٗ مَا سَكَنَ

خسارہ میں ہیں اور انہوں نے اپنے نفسوں کو گھاٹا میں ڈالا ہے پس وہی ایمان نہیں لا رہے۔ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے جو

فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ

رات اور دن میں سکون پذیر اور موجود ہے۔ اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ اے رسول! تو ان سے دریافت فرما

اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا

کہ میں اس اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو سب کو کھلاتا ہے اُسے کوئی نہیں

يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا

کھلاتا وہ اس کا محتاج نہیں کسی اور کو اپنا دوست اور مددگار اختیار کر لوں؟ تو ان سے کہدے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

کرنیوالوں میں سے پہلا یعنی سب سے اعلیٰ و افضل فرد بنوں نیز مجھے ہدایت ہے کہ تو مشرکوں میں مت بن۔ ان سے کہدے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکے عذاب کا مورد بننے کی بجائے اسکی رحمت سے حصہ حاصل کر لیں اسلئے وہ منکرین کو مہلت دے رہا ہے۔ دوم سب لوگوں کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے اس میں مکمل حساب ہو کر پوری پوری جزا اور سزا ملے گی اسلئے موجودہ مہلت سے منکرین کے لئے مغرور ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ وہ بہرحال اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

تیسری آیت آیت میں دن اور رات کی تبدیلی اور جملہ موجودات پر ان کے اثرات اور اللہ تعالیٰ کے سمیع و علیم ہونے کا ذکر فرمایا ہے تا کہ منکرین ان تمام امور سے سبق حاصل کریں۔

چوتھی آیت میں شرک کی تردید اور توحید کی تائید میں دو زبردست دلائل دیئے ہیں (۱) وہ اکیلا آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اس کے سوا کوئی دوسرا خالق نہیں۔ پس صرف وہی معبودِ برحق ہے (۲) وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ۔ وہ سب کو کھلانے والا ہے۔ سب کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ سب محتاجوں کی احتیاج کو دور کرنے والا ہے۔ اور اس کی شان یہ ہے کہ وہ کسی رنگ میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ نہ وہ کھانے کا محتاج

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ

بڑے ہولناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔ اس روز جس شخص سے بھی وہ عذاب ہٹا دیا گیا

فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ

اس پر اللہ نے رحم فرمایا۔ یہ بڑی کھلی کامیابی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی

اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ

ضرر پہنچائے تو بجز اس ذاتِ باری کے اس ضرر کو کوئی دُور کرنیوالا نہیں۔ اور اگر وہ تجھے خیر سے نوازے

فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ

تو وہ بہرحال ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ اللہ ہی اپنے سب بندوں پر قابض اور غالب ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ

اور وہ حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ تو ان سے کہدے کہ بلحاظ گواہی کونسی ہستی سب سے بڑھ کر ہے؟ پھر جواب دے کہ

ہے نہ اسے کوئی اور ضرورت لاحق ہے۔ ظاہر ہے کہ محتاج خدا نہیں ہو سکتا جو محتاج نہیں بلکہ محتاج الیہ ہے وہی خدا ہوگا۔ پس اکیلا اللہ ربّ العالمین ہی قابلِ پرستش ہے اسلئے اسی کی کامل اطاعت کا حکم ہے اور شرک سے منع فرمایا گیا ہے۔

پانچویں آیت میں شرک کرنے والوں کے لئے عذابِ شدید کا وعید مذکور ہے۔ فرمایا آپ بھی اعلان کر دیں کہ اگر بفرضِ محال میں بھی نافرمانی کروں تو مجھے بھی گرفت ہوگی۔

چھٹی آیت میں عذاب سے بچائے جانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مورد ٹھہرایا گیا ہے۔

ساتویں آیت میں یہ صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سزا کو اور کوئی دُور نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اُس کی رحمت میں بھی کوئی اور مزاحم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ قدرتِ کاملہ کا مالک ہے۔

آٹھویں آیت میں خدائے حکیم وخبیر کی قوّتِ قاہرہ اور بندوں کے اس قوّت کے آگے عاجز ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔

اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ

وہ اللہ ہی ہے جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے میری طرف یہ قرآن مجید بطور وحی نازل کیا گیا ہے

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ

تا اسکے ذریعہ میں تم سب کو بھی خبردار کروں اور انکو بھی جن تک یہ قرآن پہنچتا ہے۔ کیا تم لوگ سچی شہادت دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ

اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

اور بھی دوسرے معبود ہیں؟ تُو کہدے کہ میں تو ایسی گواہی نہیں دیتا۔ پھر کہدے کہ صرف وہ اللہ ہی یگانہ

وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

معبود ہے اور میں تو ان معبودوں سے بیزار ہوں جن کو تم اسکے شریک قرار دیتے ہو۔ وہ لوگ جن کو ہم نے پہلے سے

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ

کتاب دی ہے اس کا فہم عطا کیا ہے وہ تو اس نبی کو یا اس قرآن کو اسی طریق سے پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ہاں جن

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ع ۲ / ۸

لوگوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں مبتلا کر رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔

نویں آیت میں اللہ تعالیٰ کی گواہی کو سب سے بڑی گواہی قرار دیکر اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر خود گواہ ہے۔ پھر یہ بیان ہوا کہ قرآن مجید بذریعہ وحی الٰہی آپ پر نازل ہوا ہے جس کے ذریعہ دنیا بھر کو انذار کرنا مقصود ہے حضورؐ عرب کی سرزمین کے باشندوں کو انذار فرمائیں گے موجودہ نسل کو انذار فرمائیں گے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ انذار کے معنے عذاب سے باخبر کرنے کے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ میری صداقت پر گواہ ہے اسی طرح میں بھی اس کی توحید پر گواہ ہوں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ دسویں آیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت کے لئے اسی طریق کو بیان فرمایا جس سے انسان اپنے بیٹے کو شناخت کرتا ہے یعنی بچہ کی ولادت سے پہلے کی بیوی کی پاکدامنی۔ اسی معیار سے نبی کو شناخت کیا جا سکتا ہے۔ اسی معیار کا ذکر آیت کریمہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ع ۲) میں مذکور ہے

(تضمینِ حقائق)

"اے خدا اے چشمۂ نورِ ھُدیٰ ✽ از کرم ہا چشم ایں اُمّت کُشا"

(دُرِّثمین فارسی)

(محترم جناب چودھری شبّیر احمد صاحب بی اے واقفِ زندگی)

آج ہیں وہ سب گرفتارِ بلا
کل جو تھے سارے جہاں کے رہنما
ظلمتوں کی ہو گئی ہے انتہا
پر ہمیں تیرا ہی ہے اِک آسرا

"اے خدا اے چشمۂ نورِ ھُدیٰ
از کرم ہا چشم ایں اُمّت کُشا"

پُر ہیں تیرے نور سے یہ بحر و بر
ذرّہ ذرّہ میں نہاں شمس و قمر
حیف اُس پر اس سے ہے جو بے خبر
کاش اب ہو جائے وہ نور آشنا

"اے خدا اے چشمۂ نورِ ھُدیٰ
از کرم ہا چشم ایں اُمّت کُشا"

جونہی آئی باغِ ملّت پر خزاں
ہو گئے اہلِ چمن جب نوحہ خواں
آ گیا تیری طرف سے باغباں
تو نے جو وعدہ کیا پورا کیا

"اے خدا اے چشمۂ نورِ ھُدیٰ
از کرم ہا چشم ایں اُمّت کُشا"

ہمدمو! یہ فیضِ ختم المرسلیںؐ
تا قیامت بند ہو سکتا نہیں
مہدیٔ مسعود ہے اس کا امیں
ہے دلِ شبّیر یوں محوِ دُعا

"اے خدا اے چشمۂ نورِ ھُدیٰ
از کرم ہا چشم ایں اُمّت کُشا"

خلافت

(محترم جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی)

کسی بے ڈول سے پتھر کو سنگِ آستاں کہدیں
بنائیں پھول کاغذ کے اور انکو گلستاں کہدیں
یہ باتیں ہیں بہت ممکن، مگر کوئی یہ بتلائے
ہجومِ مرداں کو کس طرح ہم کارواں کہدیں؟

جو خود رَو ہوں گل و لالہ، انہیں گلشن نہیں کہتے
کسی بے نور چہرے کو رُخِ روشن نہیں کہتے
خلافت اہلِ ایماں کی دلیلِ پاکبازی ہے
ہراک سونے کو بھی اہلِ نظر کُندن نہیں کہتے

کوئی نورِ نگر ز ر کا واقفِ اسرار بھی ہوگا
شریکِ راہ بننے کا کوئی معیار بھی ہوگا
یونہی چلتے چلے جانے سے منزل تو نہیں ملتی
اگر ہے قافلہ، تو قافلہ سالار بھی ہوگا

کوئی بے ڈھال میدانِ وغا میں آ نہیں سکتا
جو آئے، تو عدو کا وار خالی جا نہیں سکتا
خلافت ہی امامت ہے، امامت ڈھال ہے اپنی
ہمارے سامنے کوئی نسیم اِترا نہیں سکتا

انسان حقیر ہے خدایا!

(از جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے)

یہ سرّ کبیر ہے خدایا — انسان حقیر ہے خدایا
اِک ذات ہے تیری ذاتِ اکبر — جو کچھ ہے صغیر ہے خدایا

انسان حقیر ہے خدایا!

دیکھا تو یہ حال ہے جہاں میں — پھیلا ہُوا جال ہے جہاں میں
ہر چیز خیال ہے جہاں میں — ہر شاہ۔ فقیر ہے خدایا

انسان حقیر ہے خدایا!

قدرت بھی نظامِ زندگی بھی — اِک سحر ہے قلبِ آدمی بھی
سوچا تو خوشی کی ہر گھڑی بھی — لپٹا ہُوا تیر ہے خدایا

انسان حقیر ہے خدایا!

فطرت کا لہو ہے سرِ ردا پہ — دھبے ہیں بشر کے دست و پا پہ
افلاک کی نیلگوں فضا پہ — سُرخی کی لکیر ہے خدایا

انسان حقیر ہے خدایا!

گو عرش پہ بھی ہوں اسکے بازو — اِک قطرۂ خشک ہے لبِ جُو
اِک بندہ جبر ہے مگر تُو — قادر ہے۔ قدیر ہے خدایا

انسان حقیر ہے خدایا!

جناب پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب ربوہ

گزرگاہِ خیال

جاگزیں ایسا مرے دل کے قریں ہے کوئی
جیسے برسوں سے اسی گھر کا مکیں ہے کوئی

مُسکرا کر کسے یُوں دیکھ رہی ہیں کلیاں
پسِ خسخانۂ گُل شوخ حسیں ہے کوئی

یُوں تری یاد سے روشن ہے گزرگاہِ خیال
دل یہ سمجھا مہ و انجم کی زمیں ہے کوئی

ہم سے زندہ ہوئی رسمِ رسن و دار نصیرؔ
مرحبا بارِ صداقت کا امیں ہے کوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں![1]

(جناب ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

ترجمہ۔ وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو (باوجود اَن پڑھ ہونے کے) ان کو خدا کے احکام سُناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ جب سورۃ جمعہ کی یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟ آنحضرتؐ خاموش رہے حتیّٰ کہ تین بار یہی سوال دُہرایا گیا۔ اس مجلس میں حضرت سلمانؓ فارسی بھی موجود تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلّقاً بالثریّا لنالہٗ رجلٌ من ھٰؤلاءِ یعنی اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اسے پالے گا۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے۔ سوال یہ تھا کہ اٰخرین منھم کون لوگ ہیں۔ جواب میں بظاہر حضورؐ نے ان کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ بتایا ہے کہ آنے والا کون ہوگا؟ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں خدا نے جَوَامِعُ الْکَلِم کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا جواب کا یہ انداز کسی خاص حکمت کے ساتھ اختیار فرمایا ہوگا۔ مقالہ کے آخر میں خاکسار اپنے ذوق کے مطابق اِس جواب کی تشریح کرنے کی کوشش کرے گا۔

اِس حدیث میں مہدی معہود کی خبر ہے کہ وہ ابنِ فارس ہوگا اور ایمان کے اُٹھ جانے کے بعد پھر اسے دُنیا میں واپس لائے گا۔ چنانچہ اِس

[1] یہ قیمتی مقالہ مجلس ارشاد مرکزیہ میں پڑھا گیا۔ (ادارہ)

حدیث کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بھی ہو گئی۔ آپ فرماتے ہیں :-

"اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقت حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابنائے فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَرَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ۔ یعنی جو لوگ کافر ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے ان کا رد لکھا ہے خدا اُسکی کوشش کا شکر گزار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے۔

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں ہی اس کو پا لیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے خُذُوا التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ فَارِسَ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

اِن تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اِس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اسی طرح پر ہے کہ . . . . .

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے ان کو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہر حال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔"

پھر حاشیہ در حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

"میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اِس عاجز کی سادات میں سے تھیں اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعے سے اسلام کے

اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اُٹھ جائے گا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائے گی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ تب خاتمہ ہوگا۔ منہ "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۰۔۸۱)

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۹ پر فرماتے ہیں :۔

" اور اہلِ اسلام کے اہلِ کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اِس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اُس کی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی۔

اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہوگا۔"

پھر حاشیہ میں فرماتے ہیں :۔

" اِس سے مطلب یہ ہے کہ اسکے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا۔ ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اِس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ کیونکہ اگرچہ یہ صحیح وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ چینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی۔"

مندرجہ بالا حوالوں سے بعض ضروری نتائج برآمد ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

۱۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر تھیں۔ پہلی اُمّیّین میں اور دوسری آخرین میں۔

۲۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت سے خود آپ کا زندہ ہوکر دوبارہ اِس دنیا میں آنا مراد نہیں بلکہ آپؐ کے ایک اُمتی مردِ فارسی کا آنا مراد ہے۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابنِ فارس ہیں مگر آپؑ کے خون میں ترکہ اور سادات اور مغلیہ خون کی آمیزش بھی ہے۔

۴۔ فارسی الاصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپؑ کا خاندان فارس کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چینی الاصل سے مراد چین کے رہنے والے لئے ہیں لہذا جب حضورؑ اپنے خاندان کو فارسی الاصل کہتے ہیں تو اس سے بھی یہی مراد ہے کہ آپؑ کا خاندان فارس میں بود و باش رکھتا تھا اور وہاں سے نقل [illegible] کرکے پنجاب میں آباد

ہوا۔ یہاں یہ امر بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ خدا کے الہام میں فارسی الاصل کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ابنِ فارس کے ہیں۔ اور حدیث میں بھی مِنْ هٰؤُلَاءِ کے الفاظ ہیں۔ فارسی الاصل سے جو مفہوم بظاہر پیدا ہوتا ہے الہام اور حدیث کے الفاظ اُس کے متحمل نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فارسی الاصل کی اصطلاح بھی برتی ہے مگر حضورؑ نے صینی الاصل کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔ جیسا کہ حوالہ میں ذکر آچکا ہے حضورؑ نے خود اس کی تشریح فرمادی ہے کہ اس سے مراد چین کے رہنے والے لوگ ہیں۔ پس فارسی الاصل کا مفہوم بھی اس قدر لینا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان ایک لمبے عرصے تک فارس میں رہائش پذیر رہا۔ اگر اس فرق کو مدِنظر رکھا جائے تو اس مسئلہ میں جس اُلجھن کا امکان ہے وہ دُور ہو جاتی ہے۔

قبل ازیں اس بارے میں محترم مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحوم نے قابلِ قدر تحقیق کی ہے۔ آپ نے ریویو آف ریلیجنز ۱۹۳۴ء میں ایک عالمانہ مقالہ تحریر فرمایا تھا اس مقالہ میں آپ کا طرزِ استدلال یہی ہے کہ تاریخ سے ایسے حوالے مہیا کئے جائیں جن سے امیر تیمور کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورثِ اعلیٰ مرزا ہادی بیگ کے قبیلہ برلاس کا مشہور و معروف اور قابلِ فخر فاتح گزرا ہے غیر منگل اور غیر ترک ثابت کیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے اطلاع پاکر اپنے خاندان کو فارسی خاندان قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:-

"اب خدا کے کلام سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا خاندان دراصل فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔ اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکّی اور ظنّی" (اربعین حاشیہ)

مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ملک فارس میں بود و باش رہی ہو۔

آجکل عام ملکوں میں نیشنلٹی حاصل کرنے کے لئے عموماً پانچ سال کا عرصہ مقرر ہے۔ پھر اگر یہ بود و باش دو چار نسلوں تک ممتد ہو جائے تو نئی قومیت کا تصوّر اَور بھی پختہ ہو جائے گا۔ امریکہ کی نوّے فیصد سے زیادہ آبادی انہی معنوں میں امریکن ہے۔ سابق صدر کینیڈی کے آباؤ اجداد آئرلینڈ کے رہنے والے تھے جو نقل مکانی کر کے امریکہ میں آباد ہوئے۔ کیا اس بنا پر کہ اُن کے آباء کبھی آئرلینڈ میں بود و باش رکھتے تھے اُنہیں

امر کیوں کہنا غلط ہوگا؟

پس خاکسار کی ناقص رائے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابنِ فارس ہونے سے مراد یہی ہے کہ آپؑ کا خاندان لمبے عرصے تک فارس میں آباد رہا۔ آپؑ کے خون میں مغل یا ترک یا سادات کے خون کی آمیزش ہرگز آپؑ کے فارسی الاصل ہونے کے خلاف یا متضاد نہیں ہے۔

اِس بات کے واضح اور ناقابلِ تردید تاریخی شواہد موجود ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورثِ اعلیٰ میرزا ہادی بیگ سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے۔ پس اگر ثابت ہو جائے کہ سمرقند ملک فارس کا حصہ رہا ہے تو آپؑ کا ابنِ فارس ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

سمرقند جو آجکل روسی ایشیا کا ایک شہر اور ازبکستان کا دارالخلافہ ہے کسی زمانے میں سغدیانہ سلطنت کا دارالسلطنت تھا۔ سغدیانہ اشامی نیشن سلطنت کا صوبہ تھا جو پُرانی ایرانی سلطنت تھی جس کی بنیاد اشامینی نے رکھی تھی اور دارا اور ذوالقرنین اسی معزز ایرانی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

سمرقند کے متعلق ای شوئلر اپنی کتاب "ترکستان" میں صفحہ ۲۳۶ پہ تحریر کرتا ہے کہ:-

"مقامی روایت کے مطابق اس کی بنیاد افراسیاب نے رکھی۔"

نیز اس کی رائے میں سمرقند کا نام ایک ایرانی نام ہے اور شہر کی تمام بڑی بڑی عمارتیں ایرانی طرزِ تعمیر کا نمونہ ہیں۔

سغدیانہ کو توران بھی کہا جاتا ہے اور توران قدیم ایران کا ایک صوبہ تھا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں سغدی لوگوں کو ایک ایرانی قبیلہ بتایا گیا ہے۔

A. Vambery نے اپنی کتاب ہسٹری آف بخارا میں تمہید کے صفحہ ۳۵ پہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ماوراء النہر کے اکثر باشندے ایرانی تھے اور عرب، سامانی، سلجوق اور خوارزم بادشاہوں کے زمانے میں بخارا، فرغانہ اور خوارزم کی عام زبان فارسی تھی۔ بعض دیگر مؤرخین جن میں انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے ہیٹنگ بھی شامل ہیں۔ سمرقند و بخارا کے علاقہ کو قدیم ایرانی سلطنت کا حصہ شمار کرتے ہیں۔

چنگیز خان کے حملہ سے قبل سمرقند سامانی سلطنت کا ایک انمول تہذیبی مرکز تھا۔ اگرچہ سوا لاکھ سپاہی اس کا دفاع کر رہے تھے مگر چنگیز خان نے ۱۲۲۱ء میں شہر کو تاخت و تاراج کر دیا۔ آخر کار تقریباً سوا سو سال کے بعد تیمور کے زمانہ میں اسے دوبارہ پُرانی عظمت نصیب ہوئی۔ اٹھارویں صدی کے لگ بھگ شہر پھر اُجاڑ ہو گیا اور پہلے چین اور پھر امیر بخارا کے قبضہ میں آنے کے بعد آخر کار روس کے زیرِ نگیں آ گیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملک فارس اور سمرقند و بخارا کی تاریخ ذرا تفصیل کے ساتھ بیان

کردی جائے تاکہ ثابت ہوسکے کہ یہ علاقہ قدیم زمانہ ہی سے سلطنتِ فارس کا حصہ رہا ہے اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورثِ اعلیٰ میرزا ہادی بیگ وہاں سے ہجرت کرکے پنجاب میں آئے اُس وقت بھی یہ علاقے اسی ملک کا حصہ تھے۔

قدیم ایرانی سلطنت جسے اشامینی سلطنت کہا جاتا ہے ۵۶۰ قبل مسیح سے ۳۳۰ قبل مسیح تک رہی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں دیئے ہوئے نقشہ کے مطابق دارا اوّل کے زمانہ میں یہ سلطنت مشرق میں گندھارا اور وادی سندھ تک، مغرب میں یونان، جنوب میں مصر، لیبیا اور خلیج فارس کے ساحلی علاقے اور شمال میں سفدیانہ اور کیسپین اور بلیک سی کے ساحلی علاقوں پر مشتمل تھی۔

دوسری صدی قبل مسیح سے تیسری صدی بعد مسیح تک پارتھی سلطنت کا زمانہ ہے جس میں سفدیانہ اور وادی سندھ اور بعض دوسرے صوبے خود مختار ہو گئے اور سلطنت سکڑ کر قریباً ایک چوتھائی رہ گئی مگر ساسانی بادشاہوں کے زمانہ میں دوبارہ عروج ہوا۔ یہ تیسری صدی بعد مسیح سے ساتویں صدی بعد مسیح کا زمانہ ہے شاپور اوّل کے زمانہ میں وادی سندھ، مکران، توران اور سغدیانہ وغیرہ صوبے دوبارہ زیرنگیں آگئے۔ جب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اُس وقت ساسانی بادشاہ خسرو پرویز ایران کا حکمران تھا جس کے نام حضورؐ نے اپنے مکتوب مبارک میں اسلام کا پیغام بھیجا تھا۔

آخر کار خسرو کے پوتے یزدگرد سوم کے عہد میں ۶۳۷ء میں جنگِ قادسیہ اور ۶۴۱ء میں جنگِ نہاوند نے مسلمانوں کے قدم ایران میں جما دیئے۔ ۶۵۱ء میں یزدگرد کو مَرْو میں قتل کر دیا گیا۔ پاکستان اور ہندوستان کے پارسی آج تک اپنی تقویم اسی آخری ساسانی بادشاہ یزدگرد سوم سے شمار کرتے ہیں۔

اسلامی عہد کے مختلف زمانوں میں بھی سمرقند و بخارا وقفہ وقفہ کے ساتھ فارسی سلطنت کا حصہ رہے۔

نادرشاہ نے دِلّی کے بعد بخارا فتح کیا اور آمو دریا کو سرحد قرار دیکر امیر بخارا کو اپنا باجگزار بنالیا۔

گویا تیسری صدی قبل مسیح سے نادرشاہ کے وقت تک کبھی سفدیانہ اور کبھی سمرقند اور بخارا کی نیم آزاد ریاستوں کی شکل میں یہ علاقہ سلطنتِ فارس میں شامل رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورثِ اعلیٰ میرزا ہادی بیگ ۱۵۳۰ء عیسوی میں سمرقند سے ہجرت کرکے پنجاب میں وارد ہوئے۔ ہجرت کی کیا وجوہات تھیں؟ اِس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاندانی روایات سے ہمیں کوئی خاص رہنمائی نہیں ملتی مگر ایک بات واضح ہے اور وہ یہ کہ

شاہ اسماعیل صفوی جس کا عہدِ حکومت ۱۵۰۱-۲۴ء تک ہے اور جو خاندانِ صفوی کا بانی ہے ایک متعصب شیعہ تھا۔ دراصل یہی وہ بادشاہ ہے جس نے شیعیت کو ایران کا سرکاری مذہب بنایا۔ اسی بناء پر ترکوں سے جو سُنّی تھے اس کی متعدد جنگیں بھی ہوئیں۔ چنانچہ ترکی کے سلطان سلیم اوّل کے ہاتھوں ۱۵۱۴ء میں شاہ اسماعیل کو شکست ہوئی اور تبریز اور بعض دوسرے علاقے فارسیوں کے ہاتھ سے جاتے رہے۔

شاہ اسماعیل کی وفات کے بعد یعنی ۱۵۲۴ء میں شاہ طہماسپ اوّل گیارہ سال کی عمر میں ایران کا بادشاہ بنا۔ اس کا عہد خانہ جنگی اور بیرونی حملوں کا زمانہ ہے۔ ازبک ترکوں نے بار بار حملے کر کے ملک کا امن برباد کر رکھا تھا۔ گویا یہ زمانہ مذہبی اور مُلکی فساد کا زمانہ تھا اور غالباً اسی افراتفری سے تنگ آ کر میرزا ہادی بیگ ہجرت کر کے پنجاب میں آباد ہو گئے۔

اسی سلسلہ میں سمرقند اور بخارا کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں جو نوٹ موجود ہیں اُن کا خلاصہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ یہاں بعض باتوں کا تکرار ہے مگر جس مقصد کیلئے یہ حوالے پیش کئے جا رہے ہیں اس کے نقطۂ نظر سے ان شہروں کی تاریخ بہت مفید روشنی ڈالتی ہے۔

سمرقند | مارکنڈہ سغدیانہ سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ سکندر اعظم نے ۳۲۹ قبل مسیح میں اسے فتح کیا۔ مارکنڈہ کے کھنڈرات موجودہ شہر کے باہر اب تک موجود ہیں اور انہیں افراسیاب کہا جاتا ہے۔

جب عربوں نے یہ علاقہ فتح کیا تو اُس وقت دوبارہ شہر کا نام سمرقند مشہور تھا۔ ۷۱۱-۷۱۲ عیسوی میں قتیبہ ابن مسلم نے شہر کو فتح کیا۔ اور مدت دراز تک یہ بستی اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہی۔ چنگیز خان نے ۱۲۲۱ء اور تیمور نے ۱۳۶۹ء میں اپنا دارالسلطنت بنایا۔ بعد میں چینیوں کے قبضہ میں آیا۔ پھر امیر آف بخارا اور آخر کار روس کے زیرِ نگیں آ گیا۔

شہر سطح سمندر سے قریباً ڈھائی ہزار فٹ کی بلندی پر دریائے زرفشاں کی خوبصورت وادی میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں حصار کے برف پوش پہاڑ ہیں جہاں کی ٹھنڈی اور لطیف ہوائیں اسے وسط ایشیا کا بہترین صحت افزا مقام بناتی ہیں۔

آج کل سمرقند ازبکستان کا دارالخلافہ ہے ازبکستان کے اندر ایک اور آزاد مملکت ہے جس کا نام تاجکستان ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں فارسی بولی جاتی ہے اور خاص اس وجہ سے اسے باقی ازبکستان سے الگ کیا گیا ہے۔

بخارا | سغدیانہ سلطنت کا حصہ تھا۔ سکندر اعظم کی فتح کے بعد سلوسی سلطنت (Seleucide) کا علاقہ بنا۔ White Huns نے ۴۵۰ء بعد از مسیح اس پر قبضہ کیا۔ نیز فارس کے ساسانی بادشاہوں

کے خلاف ایک عرصہ تک برسرِ پیکار رہے۔

جب ایک ترک خان نے بخارا پر قبضہ کیا تو اُس نے شاہِ فارس کو لکھا کہ جیحوں کا پانی ہمارے مشترک دشمن کے خون سے سُرخ ہو گیا ہے۔ بخارا مغربی ترکوں کے زیرِ نگیں رہا حتی کہ ساتویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے اس علاقہ کو فتح کر لیا۔ عرب مؤرخوں نے اس علاقہ کا نام ماوراء النہر رکھا یعنی دریا کے اُس پار کا علاقہ۔

نویں صدی تک یہ علاقہ اسلامی خلفاء کے مشرقی صوبوں کے گورنروں کے زیرِ انتظام رہا۔ شروع میں عربوں کو گورنر مقرر کیا جاتا تھا مگر سنہ ۸۲۰ء میں ایک فارسی سردار طاہر کو گورنر بنایا گیا بعد ازاں حکومت بطور وراثت اس فارسی خاندان میں منتقل ہو گئی۔ بخارا و سمرقند کا علاقہ ایک نائب گورنر کے سپرد ہوا کرتا تھا اور ایک عرصہ دراز تک سامانی خاندان کے فارسی الاصل حکمران رہے۔ یہ ریاست اسمٰعیل سامانی کے وقت میں ایک خود مختار سلطنت بن گئی۔ سامانی سلطنت دسویں صدی عیسوی کے آخر تک قائم رہی اور اس زمانہ میں یہ علاقہ اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنا رہا۔

سامانیوں کے بعد ترکوں نے دوبارہ اس علاقہ پر قبضہ جما لیا۔ پھر روس کے زیرِ نگیں آیا اور سنہ ۱۲۲۰ء میں چنگیز خان نے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

مندرجہ بالا امور سے ظاہر ہے کہ سمرقند و بخارا کا علاقہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آباؤ اجداد کا قبیلہ برلاس آباد تھا مختلف قوموں اور تہذیبوں کا نقطہ اتصال رہا ہے۔ یہاں چینی، منگل، ترک اور تاتار اور بعد میں سادات عرب آتے اور آباد ہوتے رہے اور مقامی باشندے جن میں ایک نمایاں حیثیت برلاس قبیلہ کی تھی ان آنے والوں سے متصادم و متحارب بھی رہے اور آخر کار گھُل مل بھی گئے۔ چنانچہ مشہور برلاس فاتح امیر تیمور چنگیزیوں کے ہاں بیاہا گیا اسی لئے تیمور گورگان کہلایا۔ کیونکہ گورگان داماد کو کہتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا صفحہ ۲۹۸ پر تیمور کو تاتار لکھا گیا ہے۔ تیمور کی قومیت کے بارے میں اتفاق نہیں۔ کوئی اُسے ترک بتاتا ہے کوئی تاتار اور کوئی منگول۔ نیز منگولوں اور ترکوں کو چچیرے بھائی بھی کہا گیا ہے۔

ان سب حوالوں سے ایک بات کھُل کر سامنے آجاتی ہے اور وہ یہ کہ سمرقند کے علاقہ کا برلاس قبیلہ ایک ایرانی قبیلہ تھا جس کی رشتہ داریاں مغلوں اور ترکوں اور عرب سادات سے تھیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں ہر سہ نسلوں کا خون شامل ہے۔

خدا کی قدرتِ کاملہ کا تصرف دیکھئے وادی زرفشاں میں بہنے والا ابنائے فارس کا یہ شجرہ طیبہ قرن ہا قرن تک کوہساروں کے گلیشیرز کی پگھلی ہوئی برف سے سیراب ہوتا اور ٹھنڈی اور لطیف پہاڑی

ہواؤں میں لہلہاتا رہا۔ اس کی جڑیں منگول اور ترک، آریا اور عرب، غرضیکہ تمام اقوام عالم کے خون کی کھاد پڑتی رہی۔ جب یہ درخت نہ شرقی رہا نہ غربی تو فرشتوں نے اسے پنجاب کی سرزمین میں قرار و تمکنت کے لئے بو دیا۔ جہاں یہ بڑھا اور پھلا اور پھولا حتیٰ کہ وہ ساعت سعد آ پہنچی کہ اس درخت کو وہ پھول بھی آیا جو اس تمام عرصۂ پرورش کا مقصود و مطلوب تھا ؎

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے گلزار سے بادِ صبا مستانہ وار

اب میں پھر اس حدیث کی طرف رجوع کرتا ہوں جس میں صحابہؓ کا یہ سوال کہ آخرین کون ہیں؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب کہ اگر ایمان ثریا پہ چلا گیا تب بھی ایک فارسی شخص اسے ڈھونڈ پائے گا مذکور ہے۔

پوچھا یہ گیا تھا کہ آپ کی دوسری بعثت کن لوگوں میں مقدر ہے۔ آپؐ نے ان لوگوں کا نام نہیں لیا بلکہ ایک (یا بعض حدیثوں میں ایک سے زائد) فارسی الاصل شخص کا ذکر فرمایا جو ایمان کو اس کے غائب ہوجانے کے بعد زمین پر واپس لائے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جامع کلام میں کئی باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اگر آپؐ صرف اتنا فرماتے کہ دوسری بعثت فلاں قوم میں مقدر ہے تو اشتباہ رہ جاتا کہ شاید کسی قریب کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ایک ایسے گروہ میں بعثت ہوگی جو عنقریب صحابہؓ سے ملنے والا ہے۔ مگر آپؐ نے ایسے زمانہ کا ذکر فرمایا جب ایمان دنیا سے اٹھ جانے والا تھا تو پھر یہ اشتباہ ہوسکتا تھا کہ شاید آنحضرتؐ خود زندہ ہوکر دوبارہ بنفس نفیس اس دنیا میں علم و حکمت سکھانے [illegible] تشریف لائیں گے۔ یہ عقیدہ چونکہ قرآنی تعلیم کے منافی تھا اسلئے آپ نے واضح فرما دیا کہ اب میں خود نہیں آؤں گا [illegible] فارسی الاصل آکر ایمان کو زندہ کرے گا۔
[illegible] ال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن فارس یا ابنائے فارس کو کیوں چنا گیا [illegible] ذوق کے مطابق عرض کرتا ہے کہ جب صحابہؓ نے پوچھا کہ حضور! وہ دوسرا گروہ کونسا ہے کہ جس میں آپ کی بعثت مقدر ہے تو شاید وہ اس قسم کے جواب کے منتظر تھے کہ فلاں عرب قبیلہ یا قریش کا فلاں خاندان۔ اور اس توقع میں وہ حق بجانب بھی تھے کیونکہ جس قدر و منزلت سے صحابہؓ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ کئے کسی اور امت نے نہ کئے تھے۔ پس اگر وہ یہ توقع رکھتے تھے کہ سورۂ جمعہ کے آخَرِین سے مراد کوئی ان کے بھائی بند ہی ہونگے تو یہ ایسی غلط توقع نہ تھی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فَمِنْهُم مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّنْ يَنْتَظِرُ کے خدائی تاج ان کے سروں پہ رکھے جاچکے تھے۔ اپنے اشتیاق میں انہوں نے یہ سوال تین بار دہرایا مگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جن کی

شان تھی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی خاموش رہے اور جب خدا نے رہنمائی فرمادی تو پھر اعلان فرمایا کہ خدا کی دین صرف عرب کے لئے نہیں وہ ربّ العالمین ہے اور اُس کی شفقت و رأفت اور کرم نوازی صرف قریش کے لئے نہیں ہے۔ اُس نے اگر عرب کو نوازا ہے تو وہ عجم کو بھی نواز سکتا ہے۔ اگر بنو ہاشم اُس کے فضلوں سے اپنا دامنِ مراد بھر سکتے ہیں تو سلمانؓ فارسی ایسے پردیسی اور عجمی بزرگ کے ہموطن بھی برکاتِ الٰہی سے اپنی جھولیاں بھر سکتے ہیں۔

پس جب خدا کے رسولؐ نے ایک فارسی الاصل کا آنا اپنا آنا قرار دیا تو اس سے مراد یہی جتانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل کسی خاص قبیلہ یا قوم سے مختص نہیں ہے بلکہ اُس کی رحمت کا دامن اُس کی تمام مخلوق تک پھیلا ہوا ہے صرف سچی جستجو اور شوق درکار ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔

ابنِ فارس کا ایمان کو دوبارہ زندہ کرنا شرفِ انسانیت اور توحیدِ خالص کے لئے ضروری تھا کیونکہ اگر خدا ایک ہے اور وہ یقیناً ایک ہے تو پھر اُس کی مخلوق بھی ایک ہے خواہ وہ عربی ہو یا عجمی، شرقی ہو یا غربی، کالی ہو یا گوری۔

عجیب بات یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تحریر فرمایا ہے آپؑ کے خاندان میں مغل اور ترک اور سادات کے خون کی آمیزش ہے یہ خدائی تصرّف بھی اسی نکتہ کو اُجاگر کرنے کے لئے ہوا کہ کسی نسلی تفاخر کی گنجائش باقی نہ رہے۔

عجیب تر بات یہ ہے کہ قادیان کا یہ خاندان صدیوں ایک مغل خاندان کے طور پر مشہور و معروف رہا مگر جب خدا نے مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا تو بذریعہ الہام بتا دیا کہ مغل نہیں بلکہ فارسی خاندان ہے۔ جب ایک مشہور و معروف خاندان کا یہ حال ہے تو دوسرا کونسا خاندان ہے جو اپنے خالص پٹھان یا خالص سیّد یا خالص راجپوت ہونے پر حمیّتِ جاہلیت اختیار کر سکے؟

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فخر یہ نہیں کہ آپؑ ابنِ فارس ہیں بلکہ آپؑ کا فخر یہ ہے کہ آپؑ وہ ابنِ فارس ہیں جس کے بارے میں رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو پھر وہ خدا اُسے واپس لے آئے گا ؎

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

پس جس طرح اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں اسی طرح اِس بات میں بھی قطعاً کوئی شک نہیں کہ یہ خدائی وعدۂ انسانی مساوات جو در اصل توحیدِ الٰہی ہی کا پرتو ہے کے قیام و اعلان اور توثیق کا ایک دل افروز منظر ہے۔ اور حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری پیغام کی ایک بازگشت کہ عربی و عجمی کسی کو ایک دوسرے پر

فضیلت نہیں اور بحیثیت خلق خدا سب انسان برابر ہیں خواہ وہ کالے ہوں یا گورے، شرقی ہوں یا غربی۔ بقول حالی ؎

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

مَیں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ توحید کو مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہی ہے کہ اس پر سارے اعمال کی بنیاد ہو اور جب تک تمام مخلوقِ خدا کو برابر اور ایک ہی درختِ وجود کی مختلف شاخیں نہ سمجھا جائے توحید قائم نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن اقوام میں شرک پایا جاتا ہے اُن میں ذات پات کی تقسیم بھی نہایت شدید ہے۔

دوسری حکمت ابن فارس کے مبعوث کئے جانے کی یہ ہے کہ ماضی میں فارس کی طرف سے اسلام کی مخالفت نہایت شدید رہی ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسریٰ کے نام خط اور اُس کے بعد کے واقعات سب کے سامنے ہیں۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جب عثمانی ترکوں نے مشرقی یورپ کے کئی ملکوں کو زیرِ نگیں کر کے اپنی سلطنت کو براعظم یورپ تک ممتد کر دیا اور قریب تھا کہ پیرس اور روم اور دیگر مغربی مراکزِ طاقت اسلامیوں کے دستِ قدرت میں آجائیں تو عین اُس وقت فارسیوں نے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا۔ مغربی طاقتیں شیعوں کو سُنّیوں کے خلاف لڑواتی رہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کی طاقت آپس کی سرپھٹول میں ضائع ہوتی رہی۔ چنانچہ اُس وقت کے ایک عیسائی سیاست دان کا قول ہے کہ ہماری تباہی اور ترکوں کے درمیان صرف اہلِ فارس حائل ہیں۔

مزید برآں اسلامی تعلیم کو جس طرح ایرانیوں نے مسخ کیا ہے وہ بھی اپنی نظیر آپ ہے۔ صوفیوں نے اسلام کی سادہ اور زندگی سے بھرپور تعلیم کو کاہلی اور فرار کے فلسفہ کی بھول بھلیوں میں چھپا دیا۔ شیعیت نے اسلام کے عالمگیر اور کائنات سے بھی وسیع تر نظریہ کو دو خاندانوں کا گھریلو مسئلہ بنا دیا اور اس پر مستزاد یہ کہ ایرانی باب و بہاء نے اسلام کو سرے سے ہی متروک و منسوخ قرار دے دیا اور کہا کہ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ میں نعوذ باللہ خود خالقِ کائنات نے اسلام کے خاتمہ کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ اعتقادی حملہ اتنا ہی شدید تھا جتنا کہ عثمانیوں کے خلاف ایران کی فوجی مہمات بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

پھر ہندوستان میں آریہ سماج نے اسلام کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ نسلی طور پر وہ بھی اس لحاظ سے فارسی ہیں کہ آریہ ہیں

اور کسی زمانہ میں ہندوستان کا خاصہ علاقہ فارسی
سلطنت کا حصہ تھا۔ ایرانی بھی آریہ ہیں اور اس
حمیتِ جاہلیت میں اتنے شدید کہ سنہ ۱۹۲۴ء تک
ایرانی حکومت دنیا کی تمام حکومتوں سے احتجاج
کرتی رہی کہ ہمیں فارسی نہ کہو بلکہ ایرانی کہو کیونکہ
ایران کا نام ہی بتاتا ہے کہ یہ آریوں کا ملک ہے۔
اور ہندو بھی ہندوستان کو آریوں کا ملک کہتے ہیں۔
گویا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
سے لے کر حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت
تک فارسیوں یعنی آریوں نے قولی اور فعلی، لسانی
اور معاشرتی، عسکری اور اقتصادی ہر لحاظ سے
اسلام کو زک پہنچانے اور دینِ متین کو دُنیا سے
مٹانے کی مقدور بھر کوشش کی۔

پس عزیز و حکیم خدا نے چاہا کہ اُسی قوم
سے جس نے ماضی میں اسلام [illegible]
پہنچا دیا تھا ایک ایسے شخص [illegible] جو
پھر اسلام کو سربلند و سرفراز کرے اور پاسے
محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد کا مژدہ
سُنائے اور دینِ اسلام کو جو عملاً ثریّا پر چلا
گیا تھا اور بابی و بہائی عقیدہ کے مطابق اسے
چلا ہی جانا چاہیئے تھا دوبارہ زمین پر واپس
لائے اور ببانگِ بلند اعلان کرے کہ
سہ

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدّدِ ایں دین و رہنما باشد

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بُود
ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد
منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد
منم مسیحِ زماں و منم کلیمِ خدا
منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؏

جہاد ——— (بقیہ از ص ۴۳)

راستہ میں جہاد کرنے والے غازی کے
اہل و عیال کی دیکھ بھال کی وہ بھی غازی ہوا۔
قرآن کریم اور احادیث میں فضیلتِ جہاد
کے سلسلہ میں جو مختصر تذکرہ قرآن و حدیث کا آپ
نے سُنا یہی تذکرہ صحابہؓ میں ایک خاص جذبہ اور
شغف پیدا کرنے کا باعث بنا جس کی وجہ سے
صحابہ کرامؓ جہاد میں شرکت کے لئے بے چین اور
بے قرار رہتے تھے۔ فضیلتِ جہاد اور جہاد کے
ثوابِ عظیم کے تعلق میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشارات دی
تھیں اُن کے حصول کے لئے صحابہ کرامؓ پا برکاب
رہتے کہ کب موقع آئے اور وہ جہاد میں شرکت کرکے
اپنے لئے مغفرت و سعادت کا ذخیرہ جمع کرلیں۔ صحابہؓ
کے اِس شوق و شغف کی داستانیں تاریخِ اسلام میں مرقوم ہیں۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو خدمتِ دین اور جہاد
کی مخلصانہ توفیق بخشے اَللّٰھُمَّ اٰمین ؏

جہاد — اس کی فضیلت اور اس کے احکام

(محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین)

(۲)

جہاد کی فضیلت اور قرآن کریم

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاد کا ثواب اور اس کا اجر اور اس کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے جہاد کرنے والوں کے درجہ کو بہت بلند قرار دیا ہے سورۂ نساء میں فرماتا ہے :-

"برابر نہیں ہو سکتے وہ لوگ جو جہاد نہیں کرتے اور گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں بغیر کسی عذر کے اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہیں۔ جہاد کرنے والوں کو خدا تعالیٰ فضیلت دیتا ہے اور اُن کے درجات کو بلند کرتا ہے اور ان کو اپنی جناب سے مغفرت اور رحمت عطا کرتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور بڑے مقامات حاصل ہوتے ہیں۔"

(۲) پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ جہاد کا ثواب اور اجر حاجیوں کی خدمت، اُن کو پانی پلانے اور کعبہ کی آبادی سے بھی زیادہ ہے فرمایا :-

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ (سورۃ توبہ: ۱۹)

ترجمہ۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانہ کعبہ کو آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے کام کی طرح سمجھ لیا ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہ دونو گروہ اللہ کے نزدیک ہرگز برابر نہیں۔

پانی پلانا اور حاجیوں کی خدمت کرنا بڑا اچھا کام ہے۔ خانہ کعبہ کی آبادی بھی بڑا اچھا کام ہے لیکن جب جہاد کی گھڑی آجائے اور جہاد فرض قرار دے دیا جائے تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جہاد اس وقت مقدم ہوتا ہے اور بہت بڑا فرض ہوتا ہے جس کو انجام دینا ضروری ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جہاد کرنے والوں کا درجہ پیچھے بیٹھ رہنے والے لوگوں سے بہت بڑھ جاتا ہے۔

(۳) پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاد کرنے والوں کی برتری اور عظمت کے سلسلہ میں فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

(سورۃ توبہ ۲۰)

ترجمہ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور پھر اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں کے ذریعہ سے بھی اور جانوں کے ذریعہ سے بھی جہاد کیا اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بلند ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہے کہ جہاد کرنے والوں کا درجہ اللہ کے حضور بہت اونچا ہے اور بہت عظیم ہے۔ اور جہاد کرنے والے ہی دراصل کامیابی حاصل کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیتے ہیں۔

(۴) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاد کرنے والوں کو رحمت اور رضامندی اور جنتیں عطا کی جاتی ہیں۔ فرمایا:-

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ (سورۃ توبہ ۲۱)

ترجمہ۔ خدا ان کو بشارتیں دیتا ہے کہ انہیں میں رحمت سے نوازوں گا، رضامندی کا تاج پہناؤں گا اور میں انہیں باغات اور جنتیں عطا کروں گا جن میں ایسی نعمتیں ہیں جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہیں۔

(۵) جہاد اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہر چیز سے زیادہ عزیز و پسندیدہ ہے۔ جب جہاد کی صورت پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو اپنے عزیز ترین رشتہ داروں اور چیزوں سے بڑھ کر جہاد کو عظمت اور برتری دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(سورۃ التوبہ ۲۴)

ترجمہ۔ اے رسول! تو مومنوں سے کہدے کہ اگر تمہارے باپ دادے اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دوسرے) رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارتیں جن کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ

مکان جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ اور اُس کے رسول اور اُسکے راستہ میں جہاد کرنے کی نسبت زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنے فیصلہ کو ظاہر کردے اور اطاعت سے نکلنے والی قوم کو کبھی کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

(۶) قرآن کریم میں جہاد کی اہمیت و عظمت اور برکت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاد عذابِ الیم سے بچاتا ہے۔ فرمایا:-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ
اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ
مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ
اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(سورۃ الصف: ۱۱-۱۲)

ترجمہ:- اے مومنو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی خبر دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے گی۔ (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔

(۷) پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاد کے فریضہ کو انجام دینے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ
مَّرْصُوْصٌ ○ (سورۃ الصف: ۵)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ یقیناً ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کے راستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک ایسی عمارت ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اُس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔

قرآن کریم کی اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد خدا تعالیٰ کی نظر میں ایک بہت ہی محبوب اور پسندیدہ عمل ہے۔ جو مجاہدین کے درجات کی بلندی کا باعث اور قوموں کی عزت و شرف اور اُن کی رفعت و شوکت کا موجب ہے۔ اور اُنہیں خدا تعالیٰ کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ کئی قسم کے عذابوں سے بچ جاتے ہیں۔

جہاد کی فضیلت احادیثِ نبویہ میں

جہاد کی فضیلت کا جو ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اُس کے تذکرہ کے بعد اب خاکسار احادیثِ نبویہ سے جہاد کی فضیلت کا مختصر ذکر کرتا ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی فضیلت کے سلسلہ میں بہت کچھ فرمایا اور

بار بار فرمایا :-

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں - ایک دفعہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی :-

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَعْدِلُ الْجِھَادَ

حضور! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو جہاد کے برابر ہو۔

فَقَالَ : لَا اَجِدُہٗ

حضورؐ نے فرمایا میں تو کوئی ایسا عمل نہیں دیکھتا جو جہاد کے برابر ہو۔

قَالَ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاھِدُ اَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ

کیا تجھے اِس بات کی طاقت ہے کہ جب مجاہد گھر سے جہاد کے لئے نکلے تو مسجد میں جا پہنچے۔ فَتَقُوْمَ اور کھڑا ہو کر عبادت کرنا شروع کر دے وَلَا تَفْتُرَ اور اتنی عبادت کرے اتنی عبادت کرے کہ تو تھکے بھی نہیں اور لگاتار رہے وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ اور لگاتار روزے رکھنے شروع کر دے اور کبھی افطار نہ کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ سائل عرض کرنے لگا :-

وَمَنْ یَّسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ ؟

حضور! کس کو اتنی بڑی طاقت ہے ؟

آپؐ نے فرمایا جہاد کا اس سے بھی بڑا ثواب ہے کہ لگاتار روزے رکھے جائیں، لگاتار رات کو کھڑے ہو کر عبادت کی جائے۔ جب جہاد کا وقت آئے اُس وقت جہاد کا مقام ان عبادتوں سے بھی اونچا ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ حضور! سب سے زیادہ فضیلت والا آدمی کون ہے؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُؤْمِنٌ یُّجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِنَفْسِہٖ وَ مَالِہٖ (بخاری) سب لوگوں سے افضل اور اونچا آدمی وہ ہے جو اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی نفیس ترین چیزیں قربان کرنے سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے۔

(۳) اسی طرح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ۔ (بخاری و مسلم)

جہاد کے دنوں میں ایک دن کا پہرہ اور سرحد کی حفاظت دنیا و مافیہا سے

بھی زیادہ بہتر ہے۔

دنیا میں ہزاروں سونے کی کانیں ہیں ہزاروں ہیرے کی کانیں ہیں۔ بہت اموال اور عزتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ اگر سب کچھ بھی انسان کو مل جائے تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے ایک رات کا پہرہ دینا کہیں افضل ہے اور دنیا و ما فیہا کا حصول اس کے مقابلہ میں حقیر ہے اور خدا اور خدا کے رسولؐ کے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کفار سے جب مقابلہ ہو رہا ہو تو اُس وقت چھوٹے سے چھوٹا کام بھی بہت بڑے ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ کہ آگ اُن تک نہیں پہنچ سکے گی ۔۔۔ جہنم کی آگ۔ وہ کون سی دو آنکھیں ہیں جو جہنم کی آگ سے بچائی جائیں گی؟ فرمایا عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ کہ ایک وہ آنکھ کہ اس پر اللہ کی خشیت طاری ہو اور اس سے آنسو رواں ہوں۔ وَعَيْنٌ بَاتَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔۔۔ وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے بیدار رہی ہے۔ سرحدوں پر بیٹھا ہوا ہے اور جاگ رہا ہے اور کفار کے حملوں سے اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت میں مصروف ہے ایسا انسان جہنم کی آگ سے بچ جائے گا۔

(۵) اسی طرح حدیث میں آتا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جو مجاہدین کی تیاری میں اور اُن کے اہل و عیال کی نگرانی میں امداد دیتا ہے وہ بھی جہاد کرنے والا شمار ہوتا ہے۔ روایت ہے:۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا۔ (بخاری و مسلم)

زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے والے غازی کی تیاری میں امداد دی اور اُس کے لئے ضروری سامان مہیا کیا بلاشبہ یہ شخص بھی غازی ہوا اور جس نے اللہ کے

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

الصَّلاۃُ

(الاستاذ محمّد عثمان الصدیقی- ایم اے)

إِنَّ الصَّلَاةَ عِبَادَةٌ وَّ دُعَاءُ   لِلّٰهِ مِنَّا ذِكْرُهُ وَ ثَنَاءُ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ صَلَاتُهُمْ مِعْرَاجُ   وَإِلَى الْمَدَارِجِ رِفْعَةٌ وَّعَلَاءُ
مِنْ عَبْدِهِ بِإِطَاعَةٍ وَّخُلُوْصٍ   لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَفَاءُ
إِنَّ الَّذِيْ صَلّٰى كَمَا هُوَ حَقُّهُ   فِيْ جَنَّةٍ أَجْرٌ لَّهُ وَجَزَاءُ
هِيَ مِنْ رَذَائِلِ نَفْسِنَا إِبْرَاءُ   وَعَنِ الْخَبَائِثِ كُلِّهَا إِنْجَاءُ
لَا شَكَّ فِيْ أَنَّ الصَّلَاةَ لِعَبْدِهِ   تَطْهِيْرُهُ وَعَفَافُهُ وَتُقَاءُ
فِيْ ظُلْمَةِ الْآثَامِ وَالْأَحْزَانِ   هِيَ لِلْمُصَلِّيْ نُوْرُهُ وَرَجَاءُ
لِلصَّدْرِ مِنْهُ الْإِنْبِسَاطُ حَقِيْقَةً   لِلنَّفْسِ مِنْهَا نُزْهَةٌ وَّزَكَاءُ
لِلْقَلْبِ تَزْكِيَةٌ بِهَا وَجَلَاءُ   لِلرُّوْحِ مِنْهَا جَلْوَةٌ وَّصَفَاءُ
هِيَ خَمْسَةٌ فَجْرٌ وَّثُمَّ فَظُهْرٌ   عَصْرٌ وَّبَعْدُ فَمَغْرِبٌ وَّعِشَاءُ
مَقْبُوْلَةٌ هِيَ بِالْخُلُوْصِ وَلٰكِنْ   مَرْدُوْدَةٌ إِنْ كَانَ فِيْهَا رِيَاءُ
عَنَّا أُزِيْلَ بِهَا الشُّرُوْرُ جَمِيْعًا   وَالْمُنْكَرُ وَالْبَغْيُ وَالْفَحْشَاءُ
لَوْ صُلِّيَتْ بِتَذَلُّلٍ وَّخُضُوْعٍ   بِاللّٰهِ لِلْعَبْدِ الصَّلَاةُ لِقَاءُ
إِبْطَالُ أَهْوَاءِ النُّفُوْسِ لِمِنْهَا   وَبِهَا لِأَمْرَاضِ الْقُلُوْبِ شِفَاءُ
تَرْكُ الصَّلَاةِ وَقَاحَةٌ وَّفَسَادٌ   وَفَضِيْحَةٌ وَّخَجَالَةٌ وَّشَقَاءُ

لِلْعَبْدِ لَيْسَ صَلَاتُهُ بِصَلَاةٍ
مَا لَمْ يَرِدْ فِيْهَا عَلَيْهِ فَنَاءُ

غیر مُبایعین کی بدگمانی کی انتہاء

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اشاعت و تصنیف لٹریچر)

مولوی محمد صالح صاحب نور اخبار پیغام صلح ۲۶؍اپریل ۱۹۷۲ء کے صہ۶ پر اس بات کے شاکی ہیں کہ "تذکرہ" کے صفحات کو ایک الہام

"تُو اِس صدی کا مجدّد ہے"

سے ایک خاص مصلحت اور پروگرام کے ماتحت محروم رکھنا ضروری خیال کیا گیا ہے۔ وہ خاص مصلحت محمد صالح صاحب نور یہ بتاتے ہیں کہ:-

"حضور کو منجانب اللہ عطا کردہ یہ علم لدنّی جماعت ربوہ کے عقائد کے منافی تھا لہٰذا اسے اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ حضور کے مجموعہ الہامات 'تذکرہ' میں اس کو درج کیا جاتا۔ اس لئے جماعتِ ربوہ نے اسے اپنے عقیدۂ نبوّت کے خلاف پاتے ہوئے مجموعہ الہامات میں بطور الہام درج نہ کرنے کا فیصلہ ہی ضروری خیال کیا۔ کیونکہ اس کے تذکرہ سے ان کے باطل عقیدہ پر شدید زد پڑتی تھی۔"

گویا ان کو یہ شکایت ہے کہ چونکہ مجددیت کے متعلق ہونے والا الہام ان کے خیال میں نبوتِ مسیح موعودؑ کے منافی تھا اسلئے جماعت ربوہ نے اسے تذکرہ میں عمداً اور یہ فیصلہ کرنے کے بعد شامل نہیں کیا تا مجدد کے متعلق الہام کے درج ہو جانے سے ہماری جماعت کے اس عقیدہ پر جو مسیح موعودؑ کی نبوّت سے متعلق ہے زد نہ پڑے۔ عنوان میں بھی انہوں نے لکھا ہے:-

"تُو اس صدی کا مجدّد ہے"

"ایک الہام جسے مجموعہ الہامات تذکرہ میں عمداً شامل نہیں کیا گیا۔"

مولوی محمد صالح صاحب کے نزدیک تذکرہ کے تینوں ایڈیشنوں یعنی ایڈیشن ۱۹۳۵ء، ایڈیشن ۱۹۵۶ء اور ایڈیشن ۱۹۶۹ء میں اس الہام کو عمداً درج نہیں کیا گیا۔

معزز قارئین! محمد صالح صاحب نور کے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد جب آپ تذکرہ کے تینوں ایڈیشن ملاحظہ کریں گے تو ان کے مطالعہ سے آپ پر یہ ثابت ہو جائے گا کہ محمد صالح صاحب کا یہ شکوہ سراسر بے جا ہے اور اس پر اعتراض کی جو عمارت انہوں نے کھڑی کی ہے وہ سراسر ان کا وہم ہے۔

یہ الہام تذکرہ ایڈیشن اوّل شائع شدہ ۱۹۳۵ء کے صہ۲۲ کے حاشیہ میں درج شدہ موجود

ہے۔ اسی طرح یہ الہام تذکرہ ایڈیشن دوم شائع شدہ ۱۹۵۶ء کے صفحہ ۴۳ کے حاشیہ میں مندرج ہے۔ اور پھر تذکرہ ایڈیشن سوم شائع شدہ ۱۹۶۹ء کے صفحہ ۴۲ پر بھی موجود ہے۔

یہ الہام تذکرہ ایڈیشن اوّل کے صفحہ ۲۷ کے حاشیہ میں "ج" کے ماتحت ان الفاظ میں درج ہے:-

"جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا
اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے
لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ
سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد
ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ
الہام ہوا الرحمٰن علم القرآن
(تا) انا اوّل المؤمنین"
(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

تذکرہ ایڈیشن دوم اور ایڈیشن سوم کے صفحہ ۴۲ کے حاشیہ میں بھی یہ الہام "ج" کے ماتحت کتاب البریہ کے حوالہ سے انہی الفاظ میں درج ہے اور اس کے ساتھ ہی کتاب البریہ کے وہ الہام بھی درج ہو گئے ہیں جن کے درج ہو جانے سے رہ جانے کا بھی مولوی محمد صالح صاحب نور کو اس مضمون میں شکوہ تھا۔

اب محمد صالح صاحب نور خود سوچ لیں کہ ان کا اعتراض کس قدر بے جا ہے۔ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مجدد کا لفظ چونکہ نبوت مسیح موعودؑ کے منافی تھا اسلئے جماعت احمدیہ ربوہ نے فیصلہ کر کے مجدد والا الہام عمداً اور قصداً تذکرہ میں درج نہیں کیا تا مسیح موعودؑ کی نبوت پر زد نہ پڑے مگر محمد صالح صاحب نور کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مجدد اور نبی میں منافات کلّی نہیں ہے۔ بلکہ ان ان دونوں میں محض تباین جزئی بصورت عموم خصوص مطلق پایا جاتا ہے یعنی ہر نبی مجدد ہے مگر ہر مجدد نبی نہیں۔ پس ان دونوں میں تباین کلّی موجود نہیں اسلئے جب مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مجدد ہونے کے متعلق الہام ہوا قریباً اسی زمانہ میں آپ پر یہ الہام بھی ہو چکا تھا:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے
اُسکو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول
کرے گا اور بڑے زور آور حملوں
سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ
در حاشیہ صفحہ ۴)

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا"
(ملاحظہ ہو تذکرہ ایڈیشن سوم صفحہ ۱۰۱)

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مجدد ہونے کا الہام ہوا اسی زمانہ میں آپ پر نبی ہونے کا الہام بھی ہو چکا تھا۔ اسلئے مجدد کے الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر

کوئی زد نہیں پڑتی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں نبوت کے باب میں موسیٰ کے بعد آنے والے انبیاء بنی اسرائیل کو مجددینِ دینِ موسوی ہی قرار دیا ہے۔ فاقروا و تدبروا۔

ایک وضاحت اور ضروری اعلان

یہ واضح رہے کہ تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات، کشوف اور رؤیا کا مجموعہ ہے جسے ہماری جماعت کے بعض اصحاب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں وغیرہ کی رُو سے مرتب کیا ہے اور اس میں کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ اس میں کوئی الہام درج ہونے سے رہ نہیں گیا۔ بلکہ ایڈیشن دوم کے صد پر یہ لکھا ہے :-

"آخر میں احباب سے گزارش ہے کہ اگرچہ اس مجموعہ کی ترتیب و تالیف میں حتی المقدور پوری کوشش کی گئی ہے اور ہر ممکن احتیاط سے کام لیا گیا ہے لیکن یہ کام چونکہ بہت نازک اور دشوار تھا اور آخری مرحلہ پر قرب جلسہ کی وجہ سے بہت جلدی میں کام کرنا پڑا ہے اسلئے ممکن ہے بعض نقائص رہ گئے ہوں۔ لہذا احباب سے درخواست ہے کہ اگر وہ کوئی امر قابلِ اصلاح دیکھیں یا کوئی مشورہ دینا چاہیں تو نوٹ کر کے دفتر نظارتِ تالیف میں روانہ کریں تا اگلے ایڈیشن میں اسے ملحوظ رکھا جا سکے۔"

چنانچہ تیسرا ایڈیشن شائع ہونے کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات و کشوف اپنے دستِ مبارک سے لکھے ہوئے مل گئے ہیں جنہیں تیسرے ایڈیشن کے آخر میں بصورت تتمہ درج کر دیا گیا ہے۔

اس ایڈیشن کی ترتیب میں بعض روایاتِ صحابہ سے اخذ کردہ الہامات کو جو پہلے ایڈیشنوں میں شامل نہیں تھے ضمیمہ کی صورت میں درج کر دیا گیا ہے تا روایت سے اخذ کردہ الہامات تحریرات سے اخذ کردہ الہامات سے علیحدہ ہو جائیں۔ حضورؑ کی ذاتی تحریر کی جو شان اور عظمت ہے وہ روایت کو حاصل نہیں کیونکہ روایت بہر حال ظن کے مرتبہ پر ہوتی ہے۔

اب اس نوٹ کے ذریعہ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ تذکرہ میں درج ہونے سے کسی صاحب کی نگاہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی الہام یا کشف یا رؤیا اگر رہ گیا ہو تو اس بارہ میں نظارت کو ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع دیں تا کہ تذکرہ کے تیسرے ایڈیشن کی موجودہ کاپیوں میں الگ صفحات لگا کر انہیں درج کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے غیر مبائع دوستوں کو خواہ مخواہ کی بدظنیوں سے بچائے۔ آمین۔

ایک دلی دوست کے نام

ہے اب زمانہ دلوں کے شکار کرنے کا

(محترم جناب مولوی محمد صدیق صاحب ایم۔ اے جزائر فجی)

نہ چھیڑ قصۂ دل بار بار رہنے دے
علاجِ دردِ شبِ انتظار رہنے دے

خدا بچائے غمِ روزگار سے تجھ کو
مجھے رہینِ غمِ روزگار رہنے دے

غمِ حیات کی یہ داستاں طویل نہ کر
خدا کے واسطے کچھ اختصار رہنے دے

ہے تیرے وصل سے بہتر ترے فراق کا غم
یہ التفات یہ دو دن کا پیار رہنے دے

سکونِ دل میں کہاں لطفِ بیقراریٔ دل
مجھے خدا کے لئے بیقرار رہنے دے

نہ دے فریب مجھے یوں اے عندلیبِ چمن
یہ تیرے نغمے ہیں ناپائیدار رہنے دے

میں کیا کروں تری دو دن کی چاندنی کو ندیم
جہاں بھی ہوں مجھے معروفِ کار رہنے دے

ہے اب زمانہ دلوں کے شکار کرنے کا
یہ کوہ و دشت کا صید و شکار رہنے دے

سرود و رقص نہیں مقصدِ حیاتِ بشر
یہ ساز و بربط و چنگ و ستار رہنے دے

جو مال و زر ترا غافل کرے خدا سے تجھے
تو بے زری کو ہی اپنا شعار رہنے دے

نہیں حرام میں رزقِ حلال کی لذت
زرِ حرام کا سب کاروبار رہنے دے

غنی وہی ہے حقیقت میں جو دل کا غنی
زر و زمین یہ یہ سب افتخار رہنے دے

نجات چاہے تو مردانِ حق کا دامن تھام
انہیں کو اپنا سدا رازدار رہنے دے

ترے حساب کے قابل نہیں گناہ مرے
نہ لے حساب مرے کردگار رہنے دے

تری رضا ہی حقیقت میں ہے مری جنّت
رضا سے اپنی مجھے ہمکنار رہنے دے

کیا ازل سے ہے مختار گر مجھے پیدا
تو میرے دل یہ مرا اختیار رہنے دے

ترے غموں میں ہیں خوشیاں بھی کچھ نہاں صدیق
نہ چھوڑ دامنِ صبر و قرار رہنے دے

زیارتِ حرمین کی برکات[۱]

(از جناب الحاج مولوی محمد عرفان صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد)

ایک مدت سے خاکسار کی شدید خواہش تھی کہ الٰہی! بیت اللہ شریف کی زیارت نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میری دعا کے قبول ہونے کا وقت آگیا۔ سال ۱۹۷۱ء میں میرے لئے بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنے کے سامان اور اسباب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرما دیئے۔ ۱۱/۷۱-۵ کو حکومت کی طرف سے درخواستیں بھیجنے کا اعلان ہوگیا۔ میں نے ۱۱/۷۱-۷ کو اپنی درخواست بمعہ فوٹو اور بینک ڈرافٹ پورٹ حج آفیسر کراچی کے نام بذریعہ رجسٹری روانہ کر دی۔

محکمانہ کارروائی کے بعد ۱۲/۷۱-۲۲ کو قرعہ اندازی میں میرا نام نکل آیا۔ مجھے سرکاری اطلاع پہنچی کہ ۱/۷۲-۱۵ کو ہوائی جہاز سے روانگی ہے۔ ۱/۷۲-۱۰ کو حاجی کیمپ میں حاضری دینی ہے۔ وقت تنگ ہونے باعث مجھے راولپنڈی سے کراچی تک بھی ہوائی جہاز سے جانا پڑا۔ ۹ جنوری ۱۹۷۲ء کو میں کراچی پہنچا۔ میرا ایک عزیز مطار پر میرے انتظار میں موجود تھا۔

حاجی کیمپ میں حاضری دینے پر معلوم ہوا کہ ٹرامائی سین کا سٹاک ان کے پاس ختم ہے۔ بازار سے خرید کر کے کیش میمو سارٹیفکیٹ کے ساتھ پیش کرنا ہوگا۔ کیپسول خرید کئے گئے سرٹیفکیٹ ڈاکٹری حاجی کیمپ سے حاصل کیا گیا۔ کراچی سے دیگر ضروری سامان احرام کی چادریں، چپلی، پیٹی وغیرہ بھی خرید کر لئے گئے۔

مسعود احمد صاحب خورشید آف کراچی بہت مخلص احمدی ہیں انہوں نے بھی مجھے اپنے ہاں ٹھہرنے کی پیشکش کی تھی میں ان سے اُن کے مکان پر جا کر ملا۔ وہ اپنی ٹانگ کے ٹوٹ جانے سے کافی بیمار رہے ہیں اُن کی بیمار پرسی کی اور شکریہ ادا کر کے واپس آیا۔ احمدی دوستوں سے ملنے کا شوق سوائے جمعہ کے دن کے پورا نہ ہو سکتا تھا۔

۱/۷۲-۱۴ کو اپنا سامان جو ساتھ لے جانا تھا وہ ساتھ لے آیا کیونکہ اگلے دن وہ حوالہ کرنا ضروری تھا۔ آگے دیکھا کہ ۱/۷۲-۱۵ کو جن دو سو کے قریب آدمیوں نے جدہ جانا تھا اُن کے دو گروپ کر دیئے گئے ہیں آدھے لوگ ۱/۷۲-۱۵ کو پی۔ آئی۔ اے کے جہاز پر جاویں گے اور باقی آدھے ۱/۷۲-۱۶ کو سعودی عرب

---

[۱] یہ مقالہ محترم حاجی محمد عرفان صاحب نے پارک ہوٹل پشاور کے عصرانہ میں سُنایا تھا (ادارہ)

کے ہوائی جہاز پر جائیں گے۔ حاجی کیمپ میں رسّہ کشی شروع ہوگئی۔ ہر کوئی اس کوشش میں مصروف دیکھا گیا کہ میں ۵/۱۲ کے جہاز میں جاؤں۔ میرے لئے بڑی پریشانی بن گئی کیونکہ میں سامان بھی لے آیا تھا اور آگے اطلاع بھی دے چکا تھا۔ اسی اثناء میں حاجی کیمپ کے ملازمین میں سے ایک شخص نے مجھے دیکھ کر مصافحہ کیا اور مزاج پرسی کی۔ میں نے اس کو اپنی مشکل سے آگاہ کیا۔ اُس نے کہا کہ یہ کام ہو جائیگا۔ کاغذات مجھ سے لے لئے۔ وہ دن جمعہ کا تھا اور مجھے نماز جمعہ باجماعت پڑھنے کے علاوہ اپنے احباب سے بھی ملنا تھا۔ میں نماز پڑھنے کے لئے احمدیہ ہال کی مسجد پہنچا۔ امیر صاحب اور مربی صاحب کراچی کے علاوہ دیگر واقف احباب سے ملاقاتیں کر کے خوشی ہوئی۔ محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب بھی کراچی میں احمدیہ ہال کے باہر مل گئے۔ وہ بھی بارادۂ حج تشریف لے جا رہے تھے مگر اُن کی روانگی میری روانگی سے بعد تھی۔ بعد از فراغت نماز میں فوراً حاجی کیمپ پہنچا۔ جہاں پہنچتے ہی مکرم گوہر رحمان صاحب نے مجھے ٹکٹ اور پاسپورٹ پکڑا دیا۔ یہ قدرتی امداد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

سامان مجھ سے وصول کر لیا گیا اور میں اپنی قیام گاہ پر واپس آگیا۔ ۵/۱۲ کو علی الصباح غسل کر کے احرام باندھا۔ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر نیّتِ حج باندھی اور تلبیہ شروع کر دیا۔

لبّيك اللّٰهمّ لبّيك لاشريك
لك لبّيك إن الحمد والنعمة
لك والمُلك لا شريك لك۔

یعنی ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں۔ یقیناً سب تعریف تیرے لئے ہے اور سب نعمت تیری طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔"

خدا تعالیٰ کے گھر میں حاضری دینے کے لئے یہ کلمات نفسیاتی طور پر بے حد اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان کی قلبی کیفیت بہت متاثر ہوتی ہے۔

میں الوداع کہنے والے احباب سمیت مطار پہنچا جب تمام سواریاں بیٹھ گئیں پرواز شروع ہوگئی۔ چار گھنٹہ میں جہاز جدہ اُترا۔ عملہ والوں نے ہم سے پاسپورٹ وغیرہ حاصل کر کے معلّم کا نام پوچھا اور ہم کو رخصت کر کے معلّم سے پاسپورٹ وصول کرنے کی ہدایت کی۔ میرا عزیز مطار پر پہنچا ہوا تھا ملا اور میرا سامان اُٹھا کر معلّم کی جگہ پر پہنچا دیا وہ پانچ چھ سال سے وہاں ملازم ہے۔ زبان عربی جانتا ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے بڑی سہولت ہوئی۔

ہم کو مکہ مکرمہ لے جانے والے ڈرائیور کے حوالہ کر دیا گیا۔ دو سواریاں اور تھیں ٹیکسی والا نے ۳۰ ریال کرایہ چکایا اور مکہ المکرمہ کی طرف روانہ ہوگیا راستہ میں جگہ بہ جگہ ڈرائیور کو اُتر کر پاسپورٹ دکھانے پڑے اور شام ہو جانے کے بعد ہم کو مکہ مکرمہ

پہنچایا۔ ڈرائیور اوّل مجھے میرے معلّم صالح محمد جمال کے مکان پر لے گیا جو محلّہ جیاد میں تھا۔ میں موٹر میں بیٹھا ہی تھا کہ معلّم صاحب آ گئے۔ میرا سامان اُٹھا لیا اور مجھے ایک بالاخانہ میں خوبصورت فرش شدہ کمرہ میں لے گئے۔ وہاں اپنا بستر بچھا دیا۔ معلّم نے کھانا کھانے کی پیشکش کی مگر میری طبیعت خراب تھی کھانا نہ کھایا اور نماز مغرب و عشاء پڑھ کر سو گیا۔ علی الصباح معلّم آیا۔ دو حاجی اور بھی اُسکے ساتھ تھے۔ ہم کو حرم شریف لے آیا۔ جب حرم شریف اور منارے سامنے سے دکھائی دیئے تو اُس وقت ایک وجدانی کیفیت طاری ہو کر آنسو رواں ہو گئے اور شدید احساس پیدا ہوا کہ اب اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضری کا وقت آ گیا ہے۔ تلبیہ کہنی شروع کر دی۔ جب حرم شریف کے دروازہ سے گزرے تو کعبہ شریف پر نظر پڑی۔ سیاہ کپڑے کا غلاف اور سنہری حروف سے قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی دیکھیں۔ وجدانی کیفیت میں اضافہ ہوا اور بجلی کی طرح بدن میں روحانیت کی ایک رَو شروع ہو گئی۔

معلّم نے سات چکّروں میں طواف کرایا۔ وہ دعائیں پڑھتا رہا ہم دوہراتے رہے۔ خلقت کا ہجوم تھا اسلئے حجرِ اسود کے سامنے جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل پر اکتفا کیا۔ ساتواں چکّر پُورا کر کے مقامِ ملتزم کی دعا پڑھی۔ پھر مقامِ ابراہیم پہ جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھی اور دعا مانگی۔ پھر آبِ زمزم پر گئے۔ پانی پیا۔ دُعا مانگی۔ حرم شریف چاروں طرف سے وسیع عمارت پر مشتمل ہے۔ سنگِ مرمر کا فرش نصب شدہ ہے۔ بے شمار ستون ہیں۔ صفا مروہ کا حصہ بھی دو منزلہ مسقّف ہے اور وہ بھی حرم شریف کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے اور اس کے شامل کرنے سے حرم شریف کی عمارت میں کافی وسعت ہو گئی ہے۔

اب صفا مروہ کی طرف مطوف لے آیا۔ سات چکّر صفا مروہ میں لگائے۔ بعد میں بال کٹوا لئے اور واپس آ کر احرام کھولا۔ معلّم ایک پُرتکلّف ناشتہ لایا۔ بعد از ناشتہ میں اپنے ایک وطنی دوست کو (جو چھ سال سے سعودی ہسپتال میں ملازم ہیں) ملنے گیا۔ وہ میرا سامان اٹھا کر اپنے مکان پر لے آئے اور میرا قیام اپنے ہی ہاں رکھا۔ جس کی وجہ سے مجھے تیار پاکستانی کھانا حسبِ منشاء ملتا رہا اور میں صرف عبادت اور دعاؤں کے لئے مخصوص رہ گیا۔ خانہ کعبہ کو ہر وقت طواف کنندگان سے بھرپور دیکھا۔ اُس وادیٔ غیر ذی زرع کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے مرجعِ خلائق دیکھ کر کعبۃ اللہ کی عظمت اور برکت کا خوب اندازہ ہوتا تھا۔

خاکسار کو ۱۶/۱/۷۲ سے ۹/۲/۷۲ تک جن میں سے پانچ ایّامِ حج، منیٰ و عرفات میں گزر گئے مکہ مکرمہ میں قیام کا موقع ملا اور دعاؤں کی توفیق ملتی رہی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، جملہ جماعت، مبلّغین، کارکنانِ سلسلہ، جملہ احباب

اور آداب کے لئے دعاؤں کی توفیق ملتی رہی۔ دنیائے اسلام کے لوگوں کو پاکستان کے المیہ کے لئے غم زدہ پایا اور سلامتی پاکستان کے لئے بھی دعائیں مانگی گئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

۲۴ جنوری ۱۹۷۲ء کو جبکہ سعودی عرب کی جنتری کے مطابق ۸ ذوالحجہ اور پاکستان کے کیلنڈر کے مطابق ۷ ذوالحجہ تھی ہم کو منیٰ جانا پڑا۔ رات کو طواف کیا تھا۔ صبح احرام باندھ لیا گیا اور معلم صاحب نے ایک چھوٹی گاڑی کے ذریعہ ہم کو قبل از دوپہر منیٰ بھجوا دیا۔ وہاں شامیانہ کے پاس پانی کا نلکہ اور مسجد خیف کو نزدیک پاکر بہت خوشی ہوئی۔ ہم کو ایک الگ خیمہ دیا گیا۔ میں جائے نماز اٹھائے مسجد خیف کی طرف گیا۔ نماز کے لئے جگہ خالی نظر نہ آئی۔ بڑی مشکل سے ایک جگہ جائے نماز بچھا کر اول دو رکعت نماز نفل اور پھر ظہر و عصر جمع کر کے پڑھی اور دعائیں مانگیں۔

منیٰ میں پانچ نمازیں پوری کرنی ہوتی ہیں اور دعاؤں میں وقت گزارنا ہوتا ہے۔ ۹ ذوالحجہ کو منیٰ سے عرفات جانا ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے منیٰ تین چار میل اور منیٰ سے عرفات بقدر سات میل ہے۔ سڑکیں کشادہ اور کافی ہیں مگر لاکھوں انسان پیدل، سوار اور ہزاروں گاڑیوں کے ذریعہ چل رہے تھے۔ رفتار گاڑی کی بڑی آہستہ ہوتی ہے۔ ۹ ذوالحجہ کو عرفات پہنچنے پر تمام معلم حجاج کو کھانا اپنی طرف سے دیتے ہیں جس کا اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ حجاج کو وہاں عبادت، ریاضت اور دعاؤں کے لئے کافی وقت مل سکے۔ منیٰ اور عرفات میں خیموں، شامیانوں کا دلکش نظارہ ہوتا ہے اور معلم اپنے حاجیوں کے لئے منیٰ اور عرفات میں شامیانے پہلے سے لگا لیتے ہیں۔ عرفات میں ہمارا شامیانہ جبل رحمت کے پاس تھا۔ جبل رحمت کی پہاڑی پر ایک منارہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حج ارشاد فرمایا تھا۔ عرفات میں یہی خطبہ سنایا جاتا ہے۔ عرفات کا دن ذکر الٰہی اور استغفار کا ہوتا ہے۔ معلم لوگ گروہ در گروہ اپنے حاجیوں کو دعائیں پڑھتے پڑھاتے جبل رحمت کی طرف ساتھ لاتے ہیں۔ بتایا گیا کہ پہاڑ کے پتھروں پر دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ لوگ چیونٹیوں کی طرح پہاڑ پر پہنچ چکے تھے اور پہاڑ کی بجائے آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ میں نے بھی وہ دن دعاؤں میں گزارا۔ ہر کوئی اپنی دعاؤں میں مشغول اور مصروف تھا۔ پاس بیٹھے ہوئے آدمی بھی ایک دوسرے سے بے خبر اور بے نیاز تھے۔ گویا ایک حشر کا میدان تھا۔

عرفات کے دن ایک گھڑی ایسی بھی آئی کہ میں نے نہایت ایمان افزا نظارہ دیکھا فالحمد للہ رب العالمین۔

اب شام قریب ہوئی اور مزدلفہ کی طرف روانگی شروع ہوگئی۔ پیدل، سوار چلنا شروع ہوگئے۔ ہمارے معلم کی گاڑی آگئی۔ ہمارا قافلہ بھی سوار ہوا

اور مزدلفہ کی طرف چل پڑے۔ یہ میدان ریتلا ہے منٰی اور عرفات کے درمیان میں واقعہ ہے اور یہ رات آسمان کی چھت کے نیچے تمام حجاج نے گذارنی ہوتی ہے۔ ہماری گاڑی چلتی رہی۔ آگے لوگوں نے فروکش ہو کر جگہیں حاصل کر رکھی تھیں۔ ہماری گاڑی ایک ایسی جگہ آ کر کھڑی ہو گئی جہاں ہمارے اُترنے اور بستر بچھانے کی گنجائش تھی۔ اُتر کر بستر بچھا دیئے گئے۔ (الجمرات) کو کنکریاں مارنے کے لئے کنکریاں مارنے کے لئے کنکریاں یہاں سے حاصل کرنی ہوتی ہیں۔ دیکھا گیا کہ لوگ ٹارچ اور لالٹین کی روشنی میں جگہ بجگہ کنکریاں چُن رہے ہیں۔ یہ رات بھی قریباً بیداری اور دعاؤں میں گذرتی ہے۔

صبح کو منٰی پہنچ کر سامان کھولا۔ ناشتہ سے فارغ ہوئے۔ قربانیوں کا مسئلہ اوّل طے کرنا تھا۔ میرے رفقاء کو پہلے سے تجربہ تھا۔ ہم چاروں کسی قربان گاہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لئے۔ مجھے انہوں نے درمیان میں رکھ لیا۔ قربان گاہ کا منظر اور لوگوں کی کثرت سے راستہ سے گذرنا سخت مشکل تھا۔ لاکھوں حجاج کے لئے ہر قسم کے جانوروں کے گلّے کے گلّے دیکھے گئے۔ پہلے دن جانوروں کی قیمتیں خوب چڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ میرے ساتھیوں نے کافی دیکھ بھال کے بعد سات جانوروں کی قیمت چکائی۔ دو میری طرف سے اور پانچ اُن کی طرف سے ذبح کرا دیئے گئے۔ بعد از قربانی بال کٹوائے اور آ کر احرام کھولا۔ نہانے کا انتظام نہ ہو سکا وضو کر کے کپڑے بدلے۔ ظہر کے بعد پہلے مقام الشیطان کو جو مسجد خیف کے نزدیک واقعہ ہے اور اس کو الجمرۃ الاولٰی کہتے ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو صرف اس کو کنکریاں مارنی ہوتی ہیں۔ کنکریاں مارنے کے لئے ایک سیلاب کی طرح رَو چل پڑی۔ اسی طرح کنکریاں مار کر واپس آنے والوں میں سے گذرنا اور کنکریاں مارنا ایک خاصی مہم اور عظیم مرحلہ ہوتا ہے۔

۱۰ ذوالحجہ منٰی میں عید کا دن ہوتا ہے۔ نماز عید پڑھنے کی یہاں کوئی رسم نہیں۔ عید کی نماز باجماعت وہاں نہیں ہوتی۔ میں عرفات والے دن کے کشفی نظارہ سے بہت خوش تھا اور جذبات تشکر سے لبریز تھا اسلئے میرا عید کا وہ دن میری زندگی بھر کی تمام عیدوں سے زیادہ خوشی کا گذرا۔ اور میں نے ۷ ریال عیدی کے طور پر تقسیم کر کے جذبات خوشی میں دل کو اطمینان دلایا۔ اُسی دن مکہ شریف آ کر طواف اور سعی صفا مروہ بھی کی اور غسل بھی کیا اور واپس منٰی پہنچے۔ ۱۱-۱۲ ذوالحجہ کے دو دن بھی وہاں گذارنے ہوتے ہیں اور ہر ایک دن تین شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہوتی ہیں۔ دوسرے شیطان کا نام الجمرۃ الوسطٰی اور تیسرے کا نام الجمرۃ الکبرٰی ہے۔ ہم ۱۲ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ میں واپس آنے کے بعد بیمار ہو گیا۔ بلڈ پریشر شروع ہو گیا۔ میرے میزبان نے ایک

لائق ڈاکٹر سے معائنہ کرا کر دوائی شروع کی۔ چھ سات دن کے بعد مجھے آرام ہوا تب میں مدینہ منورہ کے سفر کے قابل ہوا۔ اس بیماری کے باعث مجھے غارِ حرا اور غارِ ثور نہ دیکھ سکنے کا افسوس رہا۔

مکہ مکرمہ میں حج آفس کے سامنے پھر ایک دن مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب سے بھی ملاقات ہوگئی جن کے ساتھ چوہدری عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ چیف انجینئر لاہور کھڑے دیکھے ان سے ملاقات اور تعارف ہوا۔

منیٰ سے واپسی پر مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران حجرِ اسود کو بوسہ نہ دے سکنے کا سخت افسوس تھا۔ ایک موقع تلاش کرتے حجرِ اسود کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک زوردار ریلے نے مجھے دھکیل دیا۔ میں نے گھبراہٹ میں شور کیا۔ دو تین افریقیوں نے میری مدد کر کے مجھے نکالا مگر مجھ سے رہا نہ گیا دوسری دفعہ پھر جنون کی سی کیفیت طاری ہوگئی، آگے بڑھا، اللہ تعالیٰ نے حسرت پوری کر دی اور تین بار بوسے دینے کی توفیق ملی اور اس طرح حسرت پوری کی گئی۔

اب مدینہ منورہ کے سفر کا وقت قریب آگیا۔ مکہ مکرمہ میں تو میرا وقت گھر کے آرام کی طرح گزرا۔ آئندہ سفر کا فکر لاحق تھا۔ مجھے ایک خط مدینہ منورہ کے معلم شیخ احمد عبدالصمد کے نام اور دوسرا ہسپتال سعودیہ کے ایک پاکستانی کمپاؤنڈر کے نام دیئے گئے کہ وہ آپ کو مکان وغیرہ دلانے میں سہولت کا باعث ہوں گے۔

اڈہ پر کراچی کے ایک کاروباری دوست فاروق نامی مل گئے۔ ان کے ساتھ اُن کی بیوی اور لڑکی بھی تھی اور وہ چوتھی دفعہ حج کے لئے آئے تھے۔ ان کی معیت میں ایک تیز رَو کار کے ذریعہ قریباً چار گھنٹے میں مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں سے ہم اپنے اپنے معلم کی فرودگاہوں پر پہنچنے کے لئے جُدا ہو گئے۔ میں اپنا سامان قلیوں سے اُٹھوا کر اپنے معلم کے ہاں پہنچا۔ میرا بستر معلم کے لڑکے نے ایک جگہ رکھ دیا اور میں حرم شریف میں برائے نماز آگیا۔ حرم شریف کی مسجد نبوی جو وسیع اور اپنی شان میں بے نظیر ہے دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔

روضہ شریف کی طرف بڑھے۔ وہاں جالیاں لگی ہوئی ہیں اور اُن کے آگے سپاہی کھڑے ہیں جو بے جا حرکت سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ جالیوں کے اندر غلاف چڑھی ہوئی ایک عمارت دیکھی۔ وہاں حاضر ہوتے ہی آنسو رواں ہو گئے۔ حضرت امیر المومنین، جماعت احمدیہ اور اپنی طرف سے ہدیۂ سلام پیش کیا اور پھر رُو بہ قبلہ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگیں۔ ایک جگہ ایسی دکھائی گئی جہاں حضورؐ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ وہاں بھی نفل پڑھ کر دعائیں کیں۔ اسی طرح مختلف اوقات میں قریب ترستونوں کے پاس نفل ادا کرنے اور دعائیں کرنے کی توفیق ملی۔ اس قیام کے دوران جنگِ اُحد، جنگِ احزاب کے مقامات بھی دیکھے سیدنا امیر حمزہؓ اور مصعب بن عمیرؓ کی دو قبریں

نزدیک نزدیک ہیں۔ شہداءِ اُحد کی قبریں دیکھیں۔ اُحد میں وہ مقام دیکھا جہاں حضورؐ زخمی ہوئے تھے۔ وہ درہ والی جگہ دیکھی جہاں فوجی دستہ کے مقیم نہ رہنے کی وجہ سے کفار نے اُس طرف سے حملہ کر کے فتح کو شکست سے بدل دیا تھا۔

مساجد خمسہ یعنی مسجد حضرت ابوبکر صدیقؓ، مسجد حضرت حمزہؓ، مسجد حضرت علیؓ، مسجد فتح، مسجد سلمانؓ فارسی دیکھیں اور ہر جگہ دو دو نفل نماز پڑھی۔ مسجد غمامہ، مسجد قبا دیکھیں۔ مسجد قبا میں جب پہلی مرتبہ حضورؐ مدینہ پہنچے تو وہاں نماز پڑھی تھی۔ وہاں ایک محراب بنایا ہوا ہے۔ مسجد قبا میں دو مرتبہ جانا ہوا۔ مسجد جمعہ دیکھی جہاں سورۃ جمعہ نازل ہوئی تھی۔ مدینہ کے شہر میں ایک گلی میں حضرت عبداللہ والد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دیکھی گئی۔ جنت البقیع کی سب قبریں دیکھیں۔ جنت البقیع میں قبروں کی حالت دیکھ کر افسوس ہوا۔ صرف پتھروں کے نشان ہیں سعودی حکومت نے قبے وغیرہ گرا دیئے تھے کوئی کتبہ وغیرہ نہیں۔

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے مقابلہ پر چھوٹی جگہ ہے۔ یہاں حجاج کو ۸ دن سے زیادہ رہنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

ایک سرسری جائزہ کے مطابق معلوم ہوا کہ مسجد نبویؐ کا طول ۶۵۰ فٹ اور عرض ۴۱۰ فٹ ہے۔ ترک سلاطین کے وقت کی تعمیر الگ نظر آتی ہے۔ سعودی حکومت نے بہت کافی وسعت دی ہے کبوتروں کی خاصی تعداد مکہ مکرمہ کے حرم شریف اور مدینہ منورہ کے حرم شریف میں ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ کا پودینہ بھی مشہور ہے۔

اب ہماری واپسی کا دن ۱۹ ۲/۷۲ کو جدہ جانے کا قریب آ گیا۔ معلم سے پاسپورٹ پر خروج مدینہ لکھا کر ۱۹ ۲/۷۲ کو واپس ہوئے۔ دوران دو دن جدہ قیام کیا ۲۱ ۲/۷۲ کو شام کے بعد ہمارے جہاز کی پرواز تھی۔ سب سواریوں کے بیٹھ جانے کے بعد روانگی کا اعلان ہوا۔ تین گھنٹہ میں کراچی واپسی ہوئی۔ الحمد للہ بخیریت کراچی پہنچ گئے۔ ۲۲۔۲۳ فروری کو میں بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہوا۔ ۲۵ کو راولپنڈی پہنچ کر رات کو بخیریت گھر آ گیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر عظیم ادا کیا۔ میں جاتے وقت اپنے اکیلے ہونے کے باعث پریشان تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر سے جگہ بہ جگہ میرے آرام کے لئے سامانِ راحت مقدر فرما رکھے تھے۔ مکہ مکرمہ میں جس میزبان کے ہاں میں ٹھہرا وہ سب مہمانی تھی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اس شخص کی طائف سے مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت تبدیلی میری آسانی کے لئے فرمائی تھی۔ اس کا نام شیخ فرید ہے اور اُس کے والدین ڈاڈر میں سکونت پذیر ہیں۔ میری دعائیں اُس کے لئے بھی ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو عظیم اجر عطا فرمادے۔ آمین ؛

ایڈیٹر کی ڈاک

عیسائیوں کی دعوتِ مناظرہ کے متعلق دو خط

(۱)

" فروری ۷۲ء کا الفرقان کافی دن ہوئے نظر سے گزرا تھا جس میں عیسائی فاضل پروفیسر یوسف جلیل صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "المشیر" راولپنڈی کو دعوتِ مناظرہ بوساطت جناب حبیب مسیح صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور دی گئی تھی۔

خیال تھا کہ یوسف جلیل صاحب آسمانِ مناظرہ پر پرواز کرنے کے لئے پر تولیں گے مگر ثابت ہوا کہ وہ بے پرہی پرواز کیا کریں گے! ایم۔ اے (چار یار) کی ڈگریاں براستہ بھٹنڈہ حاصل کی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ورنہ موضوعاتِ مناظرہ کیلئے انتہائی معقول شرائط پیش کی گئی تھیں جن کا یوسف جلیل صاحب نے جواب تک نہیں دیا۔ بہرحال ہم محترم حبیب مسیح یا کسی طبیب مسیح سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ازراہ کرم خود بنفسِ نفیس جناب یوسف جلیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر انہیں اُن کی ڈگریوں کا واسطہ دیکر مسیحیت کو بچانے کے لئے مناظرہ کرنے پر آمادہ کریں۔ بصورتِ دیگر اسے مسیحی پادریوں کی جانب سے اعترافِ شکست سمجھا جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ آئندہ کے لئے موضوعاتِ منتخبہ پر کسی بھی مسیحی فاضل کو مناظرہ کرنے کی ہمت نہ پڑے۔ (خاکسار محمد احمد گوردوارہ بازار سرگودھا)

الفرقان۔ ابھی تک جناب یوسف جلیل صاحب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

(۲)

" عیسائیوں کی دعوتِ مناظرات کا حشر وہی ہوا جو ناچیز کے ذہن میں تھا۔ میں مسیحیوں سے "بائبل خدا کا کلام ہے" کے موضوع پر تحریری مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ اُردو اور انگریزی بائبل کے مشاہیر مسیحی علماء کی تحقیقات بطور دلائل پیش کی جاسکیں گی۔ زبانی جمع خرچ کرنا میری عادت نہیں۔ ہارنے والے فریق کو مخالف کا مذہب برضا ورغبت قبول کرنا ہوگا۔ مزید تفصیلات طے کی جاسکتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے ایک طالب نجات کی یہ دعوت شائقین تک پہنچ جائے گی پیشگی شکریہ۔

احقر العباد محمد اسلم رانا جنرل سیکرٹری مرکز تحقیق مسیحیت

ملک پارک۔ شاہدرہ۔ لاہور"

الفرقان۔ ہم رانا صاحب کا چیلنج ان کے الفاظ میں شائع کر رہے ہیں ورنہ ہمارے نزدیک تو اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرنے کا سوال بطور فرض بھی درست نہیں +

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے چند شاگردوں کے لئے جاری کیا

اس دواخانہ کی ایک کرن

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں مسلسل ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے شاگرد والد مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دکھی مخلوق کی بہتر خدمت کی ہمیں توفیق بخشتے رہیں

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ و ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

تحریری مناظرہ مہت پور

اس مناظرہ میں شیعہ صاحبان کی طرف سے علامہ مرزا محمد یوسف صاحب شیعہ مجتہد اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری فاضل تھے مضمون حسب ذیل تھے:۔

(۱) صداقت حضرت مسیح موعودؑ (۲) ختم نبوت کی حقیقت (۳) متعہ (۴) تعزیہ

قابل دید تحریری مناظرہ ہے قیمت سفید کاغذ دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

(مینیجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

الفردوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انار کلی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، ۔ بھمنی، ناخنہ، ضعف بصارت
وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ
ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ
پیش کی جارہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد
جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا،
ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گول بازار ربوہ - فون ۳۸

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ۔ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ)

وصـــــــــایا

مسل ۲۰۵۸۸ میں صوفی احمد دین ولد میاں شہاب الدین صاحب قوم گجر پیشہ خادم مسجد نارنگ عمر ۴۴ سال بیعت ۱۰ مئی ۱۹۵۶ء ساکن حویلیاں کھا حال نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے اسوقت ۷۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد صوفی احمد دین۔ گواہ شد مستری اللہ دتہ سیکرٹری مال کرتو ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد چوہدری محمد ابراہیم سیکرٹری اصلاح و ارشاد نارنگ منڈی

مسل ۲۰۵۸۹ میں سید سراج الدین عباسی ولد سید کریم الدین صاحب عباسی قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن بھکر ضلع میانوالی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) اراضی بمقام بھکر ضلع میانوالی شیعی بارہ کنال دو مرلہ مالیتی ۱۰۰۰/- روپے (۲) اراضی بھکر ایک کنال مالیتی ۱۵۰۰/- روپے (۳) سکنی پلاٹ ایک کنال دار الیمن مالیتی ۲۵۰۰/- روپے (۴) نقد رقم ۲۵۵۰/- روپے۔ کل میزان ۷۶۰۵/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے مبلغ ۲۶۷/- روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سراج الدین۔ گواہ شد غلام حسن صدر جماعت احمدیہ بھکر۔ گواہ شد نور محمد

مسل ۲۰۶۹۸ میں عبد السلام ولد فقیر محمد صاحب قوم گجر پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال پیدائشی احمدی ساکن دو بیاہ جٹاں ضلع میرپور آزاد کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۸۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبد السلام ولد فقیر محمد صاحب دو بیاہ جٹاں ڈاکخانہ راجہ صاحب تحصیل کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر۔ گواہ شد مولوی فضل احمد صدر جماعت احمدیہ دو بیاہ جٹاں۔ گواہ شد میاں خوشی محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ

مسل ۲۰۷۰۴ میں ابن السلام ولد علم الدین صاحب قوم کھوکھر پیشہ تعلیم عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ابن السلام کھوکھر c/o احمدیہ کلاتھ ہاؤس کوٹلی آزاد کشمیر۔ گواہ شد شریف احمد حنیف ڈی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوٹلی آزاد کشمیر۔ گواہ شد علم الدین نائب امیر جماعت احمدیہ کوٹلی۔

مسل ۲۰۷۰۵ میں اشتیاق احمد بھٹی ولد محمد انشاء اللہ خان صاحب بھٹی قوم بھٹی راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی حال کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۰۴/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد اشتیاق احمد بھٹی ۵۵۲۔ دہلی کالونی گذری روڈ کراچی۔ گواہ شد خواجہ رفیق احمد ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ احمدیہ ہال مکڈونلڈ لین کراچی۔ گواہ شد سید رشید طارق

مسل ۲۰۷۰۶ میں سید امجد بشیر ولد کرنل بشیر احمد صاحب قوم سید پیشہ تعلیم عمر ۲۰½ سال پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۳۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار

مد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد سید امجد بشیر بیت السلام B 33 کشمیر روڈ راولپنڈی۔ گواہ شد سردار انیس احمد ولد سردار بشیر احمد ۳۱ آریہ نگر لاہور۔ گواہ شد میاں عبد الرحیم ولد میاں سلطان محمد صاحب نیا محلہ جہلم سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ جہلم۔

مسل نمبر ۲۰۷۰۷ میں رائے محمد خان ولد نواب صاحب مرحوم قوم کھرل پیشہ کاشتکاری عمر ۶۰ سال ساکن جھنگڑ عالم والا ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ سالانہ آمدپر ہے جو اسوقت ۱۲۰۰/- روپیہ ہے میں اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد رائے محمد خان۔ گواہ شد حاجی فضل محمد ولد سلطان احمد صاحب جھنگڑ عالم والا۔ گواہ شد محمد عبد اللہ گوجرانوالہ حاجی ۵۰۶ میرا میر ضلع شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۰۷۰۸ میں محمد طارق اسلام ولد محمد شریف ایم اے پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ بتاریخ ۲۳/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد طارق اسلام رائے ولا مکان نمبر ۱۱۲ گلی نمبر ۲ پیپلز والی ڈسکہ کلاں۔ گواہ شد محمد شریف ایم اے امیر جماعت احمدیہ ڈسکہ۔ گواہ شد چوہدری محمد شفیع سیکرٹری زراعت جماعت احمدیہ ڈسکہ۔

مسل نمبر ۲۰۷۱۰ میں ڈاکٹر کیپٹن مبارک احمد ولد چوہدری رحمت علی صاحب قوم جاٹ سندھو پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال ساکن بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۵۰۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ڈاکٹر مبارک احمد ایم بی بی ایس ۱۳ میڈیکل کالونی وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور۔ گواہ شد چوہدری محمد عبد الغنی صدر و صیان جماعت احمدیہ بہاولپور۔ گواہ شد رانا مبارک احمد جنرل سیکرٹری و

مسل نمبر ۲۰۷۱۷ میں رانا رفیق احمد ولد رانا بشیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد رانا رفیق احمد ولد رانا مبارک احمد صاحب ہائی سکول کالونی یزمان روڈ بہاولپور۔ گواہ شد چوہدری محمد عبد الغنی صدر وصایا جماعت احمدیہ بہاولپور۔ گواہ شد رانا مبارک احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بہاولپور۔

مسل نمبر ۲۰۷۲۴ میں محمد شریف ولد عبد اللہ صاحب قوم بلوچ معلم وقف جدید عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بسن بادہ ضلع لاڑکانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۷۸/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہو کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مولوی محمد شریف معلم وقف جدید دار برٹن ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید سعید احمد صدر جماعت احمدیہ وار برٹن۔ گواہ شد مولوی محمد عبد الحفیظ کھوکھر مربی اصلاح و ارشاد وار برٹن۔

مسل نمبر ۲۰۷۲۷ میں خضر علی القزق ولد علی صالح القزق قوم عرب پیشہ تجارت ضلع خاص صوبہ فلسطین حال مہاجر دمشق شام بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ / ۶ / ۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ کو بذریعہ جماعت احمدیہ دمشق ماہوار ادا کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کرتا ہوں۔ العبد الموصی خضر علی القزق گواہ شد منیر الحصنی الاحمدی۔ گواہ شد ناصر عبدالقادر عودہ معرفت انجمن احمدیہ دمشق شام۔ گواہ شد چوہدری محمد شریف مبلغ جماعت احمدیہ دمشق شام۔

مسل نمبر ۲۰۷۲۸ میں الحاج ناصر بن عبدالقادر عودہ قوم عرب پیشہ صنعت عمر ۴۶ سال پیدائشی احمدی ساکن کبابیر (حیفا) ڈاکخانہ جبل الکرمل (حیفا) صوبہ فلسطین حال مہاجر دمشق شام بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ / ۶ / ۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت اسی شامی پونڈ ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی دسواں حصہ بذریعہ جماعت احمدیہ دمشق شام داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بذریعہ جماعت احمدیہ دمشق شام یا جماعت احمدیہ کبابیر (جبل الکرمل حیفا فلسطین (اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک میرا وہاں جانا مقدر ہوا تو) ہوگی۔ العبد ناصر عبدالقادر عودہ حال مہاجر دمشق شام۔ گواہ شد منیر الحصنی الاحمدی امیر جماعت احمدیہ شام۔ گواہ شد چوہدری محمد شریف مبلغ جماعت احمدیہ نزیل دمشق شام۔ گواہ شد خضر علی القزق

مسل نمبر ۲۰۷۳۱ میں علاء الدین بن مصطفیٰ النویلاتی قوم عرب پیشہ ملازمت عمر ۶۶ سال پیدائشی احمدی ساکن دمشق شام بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ / ۶ / ۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری موجودہ جائداد اسوقت ایک مکان واقعہ دمشق (شام) ہے جسکی قیمت اسوقت تقریباً چودہ ہزار (S.L-14000/-) شامی پونڈ ہے میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان بذریعہ انجمن احمدیہ دمشق شام ہوگی۔ (۲) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت S.L.-61/- شامی پونڈ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بتوسط انجمن احمدیہ دمشق شام ادا کرتا رہونگا۔ العبد الموصی علی مصطفیٰ النویلاتی گواہ شد سعید سوقیہ (معرفت انجمن احمدیہ دمشق) گواہ شد منیر الحصنی الاحمدی (امیر جماعت احمدیہ شام)

مسل نمبر ۲۰۷۳۵ میں شیخ محمد امین ولد شیخ محمد یعقوب صاحب پیشہ تعلیم عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ / ۸ / ۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد شیخ محمد امین ۲۲ / ۸ / C بلاک ایل ناظم آباد کراچی۔ گواہ شد عبدالرشید سماٹری معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی۔ گواہ شد ناصر احمد طاہر ایڈیشنل ناظم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۲۰۷۳۷ میں عبدالباسط طارق ولد عبدالرشید صاحب راشد قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ۱۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ / ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۳۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالباسط طارق ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد شریف احمد اشرف متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد خلیق احمد طاہر ولد شریف احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۷۳۸ میں چوہدری منور اسلم شاہد ولد چوہدری خورشید اسلم صاحب قوم ... پیشہ تعلیم عمر ... سال پیدائشی احمدی ساکن نوشہرہ ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس

بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد چوہدری منور اسلم شاہد مکان ۱۲ کسی محلہ خوشحال کالونی نوشہرہ کینٹ ضلع پشاور۔ گواہ شد چوہدری تنویر اسلم نوشہرہ برادر منور اسلم۔ گواہ شد مرزا عبد الحفیظ ایڈوکیٹ نوشہرہ۔

مسل ۲۰۷۴۴ میں میر عبد المجید شاہد ولد میر فقیر محمد صاحب پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۳۶ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد میر عبد المجید شاہد ولد میر فقیر محمد صاحب معرفت حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل منیر (مبلغ سلسلہ احمدیہ ربوہ) گواہ شد شیخ مبارک احمد سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ۔

مسل ۲۰۸۱۶ میں بشیر احمد ولد غلام حیدر صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ رہائشی پلاٹ دس مرلہ واقع محلہ "ج" ربوہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد P/۱۰۸ عالمہ کالونی لائلپور۔ گواہ شد لطیف احمد خان ولد۔ گواہ شد سید حاکم شاہ زعیم انصار اللہ فیکٹری ایریا لائلپور۔

مسل ۲۰۷۲۳ میں ملک بشیر الدین خان ولد ملک ظہور الدین خان صاحب قوم ککے زئی پیشہ تعلیم عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن مورو ضلع نواب شاہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ملک بشیر الدین خان (نیو پلاٹ) مورو ضلع نواب شاہ۔ گواہ شد ملک ظہور الدین سیکرٹری مال مورو ضلع نواب شاہ۔ گواہ شد عبد الرحمٰن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مورو ضلع نواب شاہ۔

مسل ۲۰۷۴۸ میں محمد رفیق ولد جلال خان صاحب قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ دیال داس ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد رفیق کوٹ دیال داس P.O ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد حکیم عبد الرحمٰن صدر موصیان آئینہ کرم پورہ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد بشارت احمد معلم وقف جدید کوٹ دیال داس۔

مسل ۲۰۷۴۹ میں حمید اللہ خان ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ مبلغ سلسلہ عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۳۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد حمید اللہ خان مربی سلسلہ احمدیہ معرفت مسجد احمدیہ بکٹ گنج مردان۔ گواہ شد ادریس احمد ولد مہر الدین صاحب دار الرحمت غربی ربوہ۔ گواہ شد صدیق احمد منور شاہد مبلغ سلسلہ احمدیہ دار الرحمت غربی ربوہ۔

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
HOT KETCHUP
Peach Jam
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

Monthly **"AL-FURQAN"** Rabwah

June, 1972 **Regd. No. 5708**

جزائر فجی کے شہر صوا کے میئر کے ساتھ مولانا الحاج محمد صدیق صاحب

امرتسری ایم اے

● تحریری مناظرہ قیمت ۱-۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور
مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس
میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید لکھنے
سے انکار کر دیا)

● مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ قیمت ۱-۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

Printed at the N. A. Press, Rabwah.